بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 41

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

16 ربیع الاوّل 1444 ہجری قمری • 13 اِخاء 1401 ہجری شمسی • 13 اکتوبر 2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

فَلَمَّا نَسُوۡا مَا ذُکِّرُوۡا بِہٖۤ اَنۡجَیۡنَا الَّذِیۡنَ یَنۡہَوۡنَ عَنِ السُّوۡٓءِ وَاَخَذۡنَا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا بِعَذَابٍۭ بَئِیۡسٍۭ بِمَا کَانُوۡا یَفۡسُقُوۡنَ (الاعراف:166)

ترجمہ: پس جب انہوں نے وہ بھلا دیا جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے اُن کو جو بُرائی سے روکا کرتے تھے بچالیا اور اُن لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا ان کی بدکاریوں کے سبب ایک سخت عذاب میں جکڑ لیا۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 7 اکتوبر 2022 کو مسجد بیت الاکرام (Texas) امریکہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص سال بھر میرے سامنے بیٹھ کر میرے نفس کو گندی سے گندی گالی دیتا رہے، آخر وہی شرمندہ ہوگا

ارشادات عالیہ
سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے بیٹھ کر میرے نفس کو گندی سے گندی گالی دیتا رہے، آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا۔‘‘

لوگوں کی تکالیف اور شرارتوں سے آپ کبھی مرعوب نہیں ہوئے۔ اس بارہ میں فرمایا: ’’کوئی معاملہ زمین پر واقع نہیں ہوتا جب تک پہلے آسمان پر طے نہ ہوجائے اور خدا تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا اور وہ اپنے بندہ کو ذلیل اور ضائع نہیں کرے گا۔‘‘

جالندھر کے مقام میں فرمایا: ’’ابتلا کے وقت ہمیں اندیشہ اپنی جماعت کے بعض ضعیف دلوں کا ہوتا ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ اگر مجھے صاف آواز آوے کہ تُو مخذول ہے اور تیری کوئی مراد ہم پوری نہ کریں گے تو قسم ہے مجھے اس کی ذات کی اس عشق ومحبت الٰہی اور خدمت دین میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ اس لئے کہ میں تو اسے دیکھ چکا ہوں۔‘‘ پھر یہ پڑھا: هَلۡ تَعۡلَمُ لَهٗ سَمِيًّا (مریم:66)

اپنے خادم حامد علی کو اپنی ڈاک ڈاکخانہ میں ڈالنے کو دی۔ اس سے وہ کہیں فراموش ہوگئی۔ ایک ہفتے کے بعد کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے اسکے برآمد ہونے پر حامد علی کو بلا کر اور خطوط دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا کہا ’’حامد علی، تمہیں نسیان بہت ہوگیا ہے۔ فکر سے کام کیا کرو۔‘‘

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 411، مطبوعہ قادیان 2018)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی نہیں جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں

(2262) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ آپؐ کے صحابہؓ نے عرض کیا (یا رسول اللہ!) کیا آپؐ نے بھی (چرائی ہیں؟) آپؐ نے فرمایا: ہاں، مَیں بھی چند قیراطوں کے بدلے مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ (کتاب الاجارۃ)

(تشریح) حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بکریاں چرانے کا ذکر سورۂ طٰہٰ میں وارد ہوا ہے۔ فرماتے ہیں: اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ (طٰہٰ:19) یعنی مَیں اپنے سونٹے سے اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑتا ہوں اور تورات کی کتاب خروج باب 3 میں لکھا ہے: ’’اور موسیٰ اپنے خسر یترو کی جو مدیان کا کاہن تھا، بھیڑ بکریاں چراتا تھا۔‘‘ (خروج، باب 3، آیت 1)

اسی واقعہ کی طرف سورۂ طٰہٰ کی مذکورہ بالا آیت میں اشارہ ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی بابت سموئیل باب 16 میں یہ الفاظ ہیں: ’’پھر سموئیل نے یسّی سے پوچھا کیا تیرے سب لڑکے یہی ہیں۔ اس نے کہا: سب سے چھوٹا ابھی رہ گیا۔ وہ بھیڑ بکریاں چراتا ہے۔ سموئیل نے یسّی سے کہا: اسے بلا بھیج کیونکہ جب تک وہ یہاں نہ آجائے، ہم نہیں بیٹھیں گے۔ سو وہ اسے بلوا کر اندر لایا۔‘‘ (1۔سموئیل، باب 16، آیت 11 تا 13)

پیدائش باب 7 میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں چرند پرند سوار کرنے اور باب 12 میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایام ہجرت میں بھیڑ بکریوں وغیرہ کے بکثرت ہونے کا ذکر بھی پایا جاتا ہے۔

عہد نامہ قدیم کے صحیفے (سلاطین، تواریخ وغیرہ) پڑھنے سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اسرائیلی قبائل کا گزران بیشتر بکریوں وغیرہ پر تھا اور ان کے ہاں گلہ بانی کا عام رواج تھا۔ بچپن ہی سے جانوروں کو ہانک کر چراگاہوں اور چشموں پر لے جاتے اور ان میں سے جو انبیاء اور صلحا ہوئے ہیں وہ اس زمانے میں اپنے گلوں کے ساتھ بسر اوقات کیا کرتے تھے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا ارشاد کی تصدیق تاریخ سے ہوتی ہے۔ ابتدائی زمانے یعنی کھیتی باڑی کرنے سے قبل بھیڑ بکری وغیرہ جانوروں پر انسان کا گذارہ ہوا کرتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں کسی دوسری تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ تاریخ بشری میں یہ امر بطور امر واقعہ مسلم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں ان لوگوں کیلئے سبق ہے جو مزدوری پر کام کرنا حقیر سمجھ کر اس سے گریز کرتے اور بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ گداگری جو ایک ذلیل ترین پیشہ ہے، اسے اختیار کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی تباہی کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ وہ محنت مزدوری سے جی چراتے ہیں۔ (بخاری، جلد 4، مطبوعہ 2008ء قادیان)

......☆......☆......☆......

حضرت ابراہیم علیہ السلام عظیم الشان اوصاف اور بے شمار خوبیوں کے مالک تھے

’’باوجود اتنی خوبیوں کے وہ خدا ہی کا بندہ رہا اور اپنے نفس کی خوبیوں کو اپنی طرف منسوب کرکے شرک کا مرتکب کبھی نہیں ہوا۔‘‘

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ النحل آیت 121 اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيۡفًا ؕ وَلَمۡ يَكُ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ (ترجمہ: ابراہیم یقیناً ہر (اک) خیر کا جامع، اللہ (تعالیٰ) کیلئے تذلل اختیار کرنے والا (اور) ہمیشہ خدا کی کامل فرمابرداری کرنیوالا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت میں ابراہیم علیہ السلام کو امت کہا ہے۔ اسکے ایک تو یہ معنی ہیں کہ وہ نیکی کی تعلیم دینے والا اور سب قسم کی خیر کا جامع تھا۔ دوسرے میرے نزدیک ادھر بھی اشارہ ہے اِجۡتَبٰهُ کہ اس کے اندر وہ طاقتیں موجود تھیں جن سے امتیں پیدا ہوتی ہیں حتّٰی کہ ان طاقتوں کی وجہ سے امت کہا جاسکتا ہے گویا وہ درخت امت کیلئے بطور بیج کے تھا۔

اس آیت میں حضرت ابراہیمؑ کی بہت سی صفات بیان فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ معلّم خیر تھے۔ دنیا کو نیکی کی تعلیم دیتے تھے۔ دوسرے یہ کہ وہ جامع الخیر تھے۔ سب قسم کے اخلاق فاضلہ ان میں پائے جاتے تھے۔ تیسرے یہ کہ وہ نہایت اعلیٰ فطرت رکھتے تھے جو زبردست نمو کی قوتیں پوشیدہ رکھتی تھی جس سے امتوں کا پیدا ہونا ممکن تھا۔ چوتھے یہ کہ وہ قانت تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔ دعائیں کرنے والے تھے۔ پانچویں یہ کہ وہ حنیف تھے یعنی زبردست قوۃ مقادمتہ رکھتے تھے اور کبھی حق کہ راستہ سے دوسری طرف مائل نہ ہوتے تھے، چھٹے یہ کہ وہ مشرک نہ تھے یعنی توحید پر کامل طور پر قائم تھے۔ یہ کامل توحید کے معنے اس سے نکلتے ہیں کہ قانتاً للہ اور حنیفا کے بعد یہ فقرہ رکھا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ عام موحد مراد نہیں۔ بات یہ ہے کہ عام طور پر انسان جب اسکے اندر خوبیاں پیدا ہو جائیں اپنی ذات پر بھروسہ کرنے لگ جاتا ہے اور اس میں کبر اور خود بینی وخود رائی وخودستائی پیدا ہوجاتی ہیں اور وہ اپنے آپکو بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے، یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے متعلق یہ فرما کر کہ لَمۡ يَكُ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ یہ بتایا ہے کہ باوجود اتنی خوبیوں کے وہ خدا ہی کا بندہ رہا اور اپنے نفس کی خوبیوں کو اپنی طرف منسوب کرکے شرک کا مرتکب کبھی نہیں ہوا۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 268، مطبوعہ قادیان 2010ء)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

اداریہ
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 23 ستمبر 2022ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
واقفات نو بنگلہ دیش کی حضور انور سے آن لائن ملاقات
اہم سوال و جواب از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
رپورٹ دورہ امریکہ 2022ء حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
نماز جنازہ حاضر وغائب
خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

رسل بابا امرتسری کی طرف سے ایک انعامی چیلنج کا اعلان
اور
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوری جواب اور قبول چیلنج

گزشتہ شمارہ میں ہم نے رسل بابا امرتسری کی طرف سے دیئے گئے ایک چیلنج کا ذکر کیا تھا۔ وہ چیلنج یہ تھا کہ رسل بابا نے حیات المسیح کے نام سے ایک کتاب لکھی اور دعویٰ کیا کہ جو شخص اس کتاب میں بیان کردہ حیاتِ مسیح کے دلائل کو توڑ کر دکھلا دے گا اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ رسل بابا نے کتاب کے آخر میں یہ بھی لکھا کہ میرے بیان کردہ دلائل کسی کے سمجھ میں نہیں آسکتے اگر کوئی سمجھنا چاہے تو وہ مجھ سے کتاب پڑھ کر اس کے دلائل سمجھ سکتا ہے۔ اس پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی ہی حیرانی کا اظہار فرمایا کہ آخر وہ دلائل کیسے ہونگے کہ جس کو صرف مصنف ہی سمجھتا ہو اور کتاب پڑھنے والے کسی کو ان دلائل کا پتا ہی نہ لگے۔ بہرحال سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسل بابا کے چیلنج کو قبول فرمایا اور لکھا کہ رسل بابا ایک ہزار روپیہ ثالث کے پاس جمع کروا کر اطلاع دیں تا کہ ہم ان کے رسالہ کی اچھی طرح بیخ کنی کر دیں۔ رسل بابا نے ثالت کے پاس روپیہ جمع نہیں کرایا اور مقابلہ سے فرار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بالآخر اسے طاعون سے پکڑا، وہ طاعون جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے اظہار کے لئے آئی تھی۔ مرنے سے ٹھیک ایک ہفتہ قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی موت کی پیشگوئی بھی فرمادی تھی۔ اس کی موت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

مولوی رُسل بابا امرت سری جس نے میرے مقابل پر محض بیہودہ اور لغو طور پر رسالہ **حیات المسیح** لکھا تھا اس کا یہ مقولہ تھا کہ اگر یہ طاعون مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہے تو کیوں مجھ کو طاعون نہیں ہوتی۔ آخر وہ طاعون سے پکڑا گیا اور اُس کے عین طاعون کے دنوں میں جمعہ کے روز مجھ کو الہام ہوا **یَمُوْتُ قَبْلَ یَوْمِیْ هٰذَا** یعنی آئندہ جمعہ سے پہلے مرجائے گا چنانچہ وہ آئندہ جمعہ سے پہلے 8/دسمبر 1902ء کو ساڑھے پانچ بجے صبح کے اس جہان فانی سے رخصت ہوا اور یہ میرا الہام اس کی موت سے پہلے شائع کیا گیا تھا اور الحکم میں بھی شائع ہو چکا ہے پھر ساتھ ہی مجھے یہ الہام ہوا **سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا اِبْرَاهِیْمُ۔ سَلَامٌ عَلٰی اَمْرِكَ۔ صِرْتَ فَائِزًا۔** یعنی اے ابراہیم تیرے پر سلام تو فتح یاب ہو گیا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 312)

رسل بابا کے چیلنج کے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ ارشادات ہم گزشتہ شمارہ میں پیش کر چکے ہیں اور کچھ مزید ارشادات اور پُرشوکت انعامی چیلنج ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے الفاظ آنحضرتؐ نے اپنے پر وارِد کرکے بتا دیا کہ اسکے معنی مارنے کے ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے کہ مسئلہ وفات مسیح میں کسی جگہ حدیث نے قرآن شریف کی مخالفت نہیں کی بلکہ تصدیق کی۔ قرآن میں **متوفیك** آیا ہے حدیث میں **ممیتك** آ گیا ہے۔ قرآن میں **فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ** آیا۔ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی لفظ **فلمّا توفیتنی** بغیر تغیر و تبدیل کے اپنے پر وارد کر کے ظاہر فرما دیا کہ اسکے معنے مارنا ہے نہ اور کچھ اور نبی کی شان سے بعید ہے کہ خدا تعالیٰ کے مرادی معنوں کی تحریف کرے۔ اور ایک آیت قرآن شریف کی جسکے معنے خدا تعالیٰ کے نزدیک زندہ اٹھا لینا ہو اسی کو اپنی طرف منسوب کر کے اسکے معنے مار دینا کر دیوے یہ تو خیانت اور تحریف ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف اس گندی کارروائی کو منسوب کرنا میرے نزدیک اول درجہ کا فسق بلکہ کفر کے قریب قریب ہے۔ افسوس کہ حضرت عیسیٰ کی زندگی ثابت کرنے کے لئے ان خیانت پیشہ مولویوں کی کہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی محرف القرآن ٹھہرایا بجز اسکے کیا کہیں کہ **لعنة الله علی الخائنین الکاذبین** یہ بات نہایت سیدھی اور صاف تھی کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت **فلمّا توفیتنی** کو اسی طرح اپنی ذات کی نسبت منسوب کر لیا جیسا کہ وہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب تھی اور منسوب کرنے کے وقت یہ نہ فرمایا کہ اس آیت کو جب حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب کریں تو اسکے اور معنے ہونگے اور جب میری طرف منسوب ہو تو اس کے اور معنے ہیں۔ حالانکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیت میں کوئی معنوی تغیر و تبدیل ہوتی تو رفع فتنہ کے لئے یہ عین فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تشبیہ و تمثیل کے موقعہ پر فرما دیتے کہ میرے اس بیان سے کہیں یوں نہ سمجھ لینا کہ جس طرح میں قیامت کے دن **فلمّا توفیتنی** کہہ کر جناب الٰہی میں ظاہر کروں گا کہ بگڑنے والے لوگ میری وفات کے بعد بگڑے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی **فلمّا توفیتنی** کہہ کر یہی کہیں گے کہ میری وفات کے بعد میری امت کے لوگ بگڑے کیونکہ **فلمّا توفیتنی** سے میں تو اپنا وفات پانا مراد رکھتا ہوں لیکن مسیح کی زبان سے جب **فلمّا توفیتنی** نکلے گا تو اس سے وفات پانا مراد نہیں ہوگا بلکہ زندہ اٹھایا جانا مراد ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرق کر کے نہیں دکھلایا جس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں موقعوں پر ایک ہی معنے مراد لئے ہیں۔ پس اب ذرا آنکھ کھول کر دیکھ لینا چاہئے کہ جبکہ **فلمّا توفیتنی** کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ دونوں شریک ہیں گویا یہ آیت دونوں کے حق میں وارد ہے تو اس آیت کے خواہ کوئی معنے کرو دونوں اس میں شریک ہوں گے۔ سو اگر تم یہ کہو کہ اس جگہ توفی کے معنے زندہ آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے تو تمہیں اقرار کرنا پڑے گا کہ اس زندہ اٹھائے جانے میں حضرت عیسیٰ کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں کیونکہ آیت میں دونوں کی مساوی شراکت ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پا گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ کی قبر مبارک موجود ہے تو پھر اس سے تو بہرحال ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ بھی وفات پا گئے ہیں...... بہرحال آیت **فلمّا توفیتنی** سے یہی معنے ثابت ہوئے کہ مار دیا۔ بعض نادان نام کے مولوی کہتے ہیں کہ یہ تو سچ ہے کہ اس آیت **فلمّا توفیتنی** کے مارنا ہی معنے ہیں نہ اور کچھ لیکن وہ موت نزول کے بعد وقوع میں آئے گی اور اب تک واقع نہیں ہوئی۔

جو باتیں اللہ اور رسول کے قول سے ثابت ہوتی ہیں انہیں کو کلمات کفر قرار دیا
اِمام بخاری اِمام مالک اِمام ابن قیم علامہ شیخ علی بن احمد اور بڑے بڑے علماء وفات کے قائل

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

لیکن افسوس کہ یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اس طور سے آیت کے معنے فاسد ہو جاتے ہیں کیونکہ آیت کے معنے تو یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ جناب الٰہی میں عرض کریں گے کہ میری امت کے لوگ میرے مرنے کے بعد بگڑے ہیں۔ یعنی جب تک میں زندہ تھا وہ سب صراط مستقیم پر قائم تھے اور میرے مرنے کے بعد میری امت بگڑی، نہ میری زندگی میں۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک فوت نہیں ہوئے تو ساتھ ہی یہ بھی اقرار کرنا پڑیگا کہ ان کی امت بھی اب تک بگڑی نہیں کیونکہ آیت اپنے منطوق سے صاف بتلا رہی ہے کہ امت نہیں بگڑے گی جب تک وہ فوت نہ ہو جائیں۔ اور فوت کا لفظ یا یوں کہو کہ مرنے کی حقیقت کھلی کھلی ہے جس کو سارا جہان جانتا ہے۔ اور وہ یہ کہ جب ایک انسان کو فوت شدہ کہیں گے تو اس سے یہی مراد ہوگی کہ ملک الموت نے اس کی روح کو قبض کر کے بدن سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اب منصفین انصافاً بتلاویں کہ حضرت عیسیٰ کی وفات پر اس سے زیادہ تر کیا ثبوت ہوگا اور کیا دنیا میں اس سے زیادہ تر منطقی فیصلہ ممکن ہے جو اس آیت نے کر دیا۔ پھر اس کے مقابل پر یہودیوں کی طرح خدا تعالیٰ کی پاک کلام کو تحریف کر کے اور گندے دل کے ساتھ اپنی طرف سے اس کے معنے گھڑنا اگر فسق اور الحاد کا طریق نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ انصاف یہ تھا کہ اگر اس قطعی اور یقینی ثبوت کو ماننا نہیں تھا تو اس کو توڑ کر دکھلاتے مگر ہمارے مخالفوں نے ایسا نہیں کیا اور تاویلات رکیکہ کر کے اور سچائی کے راہوں کو بکلی چھوڑ کر ہم پر ثابت کر دیا کہ ان کو سچائی کی کچھ بھی پروا نہیں ہے۔

انہوں نے انکار حیات عیسیٰ کو کلمۂ کفر تو ٹھہرایا مگر آنکھ کھول کر نہ دیکھا کہ قرآن اور نبی آخر الزمان دونوں متفق اللفظ واللسان حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ امام مالک جیسے جلیل الشان امام قائل وفات ہو گئے۔ اور امام بخاری جیسے مقبول الزمان امام حدیث نے محض وفات کے ثابت کرنے کے لئے دو متفرق مقامات کی آیتوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ ابن قیم جیسے محدث نے مدارج السالکین میں وفات کا اقرار کر دیا۔ ایسا ہی علامہ شیخ علی بن احمد نے اپنی کتاب سراج منیر میں ان کی وفات کی تصریح کی۔ معتزلہ کے بڑے بڑے علماء وفات کے قائل گذر گئے۔ پر ابھی تک ہمارے مخالفوں کی نظر میں حضرت عیسیٰ کی حیات پر اجماع ہی رہا۔ یہ خوب اجماع ہے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے حال پر رحم کرے یہ تو حد سے گزر گئے۔ جو باتیں اللہ اور رسول کے قول سے ثابت ہوتی ہیں انہیں کو کلمات کفر قرار دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رسل بابا کی کتاب صرف دو نام کی مستحق محض دعاوی کا مجموعہ یا یہودیانہ تحریف
رسل بابا نے لکھا کہ میری کتاب سمجھ میں نہیں آئیگی مگر اُسکو جو مجھ سے کتاب پڑھے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اب ہم اس تقریر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے اور نہ ہم جتلانا چاہتے ہیں کہ مولوی رسل بابا صاحب کا رسالہ حیات المسیح کس قدر بے بنیاد اور واہیات باتوں سے پُر ہے۔ لیکن نہایت ضروری امر جس کے لئے ہم نے یہ رسالہ لکھا ہے یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ میں محض عوام کا دل خوش کرنے کے لئے یہ چند لفظ بھی منہ سے نکال دیئے ہیں کہ اگر ہمارے دلائل حیات مسیح توڑ کر دکھلاویں تو ہم ہزار روپیہ دیں گے۔ اگرچہ دلائل کا حال تو معلوم ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے ناحق چند ورق سیاہ کر کے ایک قدیم پردہ اپنا فاش کیا اور ایسی بے ہودہ باتیں لکھیں کہ بجز دو نام کے ہم تیسرا نام ان کا رکھ ہی نہیں سکتے۔ یعنی یا تو وہ صرف دعاوی ہیں جن کو دلیل کہنا بیجا اور حمق ہے۔ اور یا یہودیوں کی طرح قرآن شریف کی تحریف ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں بھی یہ یقین جما ہوا ہے کہ میری کتاب میں کچھ نہیں اس لئے انہوں نے اس پردہ پوشی کے لئے آخر کتاب کے کہہ بھی دیا ہے کہ میری کتاب سمجھ میں نہیں آئے گی جب تک کوئی سبقاً سبقاً مجھ سے نہ پڑھے۔ یہ کیوں کہا۔ صرف اس لئے کہ ان کو معلوم تھا کہ میری کتاب دلائل شافیہ سے محض خالی اور طبل تہی ہے اور ضرور جاننے والے جان جائیں گے کہ اس میں کچھ نہیں۔ لہٰذا تعلیق بالمحال کی طرح انہوں نے یہ کہہ دیا کہ وہ دلائل جو میں نے لکھے ہیں ایسے پوشیدہ ہیں کہ وہ ہر یک کو نظر نہیں آئیں گے اور صرف میری زبان ان کی کنجی رہے گی اور جب تک کوئی میرے دروازہ پر ایک مدت ٹھہر کر اور میری شاگردی اختیار کر کے اس مجموعہ بکواس کو سبقاً سبقاً مجھ سے نہ پڑھے تب تک ممکن ہی نہیں کہ ان اوراق پراگندہ سے کچھ حاصل ہو سکے۔ اے فضول گو مولوی اگر تیرے دلائل ایسے ہی گور میں پڑے ہوئے اور تاریکی میں اترے ہوئے ہیں کہ وہ تیری کتاب میں ایک زندہ ثبوت کی طرح اپنا وجود بتلا ہی نہیں سکتے تو ایسی بیہودہ اور فضول کتاب کے بنانے کی ضرورت ہی کیا تھی جب تجھے خود معلوم تھا کہ دلائل نہایت نکمے اور بے معنی ہیں یہاں تک کہ تیرے زبانی بکواس کے سوا بے نشان ہیں تو ایسی کتاب کا لکھنا ہی بے سود تھا۔ بلکہ ان کا دلائل نام رکھنا ہی بے محل اور جائے شرم اور یاوہ گوئی میں داخل ہے۔

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

’’ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ
مَیں نے تم کو بہت حکم دیئے مگر مَیں نے تم سے مخلص ترین لوگوں کے اندر بھی بعض دفعہ احتجاج کی روح دیکھی مگر ابوبکرؓ کے اندر میں نے یہ روح کبھی نہیں دیکھی۔‘‘

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقبِ عالیہ کا ایمان افروز بیان

مکرم سمیع اللہ سیال صاحب وکیلِ زراعت تحریکِ جدید انجمن احمدیہ ربوہ اور مکرمہ صدیقہ بیگم صاحبہ کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23/ ستمبر 2022ء بمطابق 23/ تبوک 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بیان ہو رہے تھے۔ آج بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آیت اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ (آل عمران: 173) کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کو لبیک کہا بعد اسکے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے ان میں سے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے احسان کیا اور تقویٰ اختیار کیا بہت بڑا اجر ہے۔ اسکے بارے میں انہوں نے عروہ سے فرمایا کہ اے میری بہن کے بیٹے! تیرے والد حضرت زبیرؓ اور حضرت ابوبکرؓ ان میں سے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کے دن جو تکلیف پہنچی وہ پہنچی اور مشرکین چلے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ ہوا کہ واپس آئیں گے۔ آپؐ نے فرمایا ان کے پیچھے کون جائے گا تو اُن میں سے ستّر آدمیوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ عروہ کہتے تھے ان میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب الذین استجابوا للہ والرسول، روایت نمبر 4077)

ابوسفیان جب جنگِ احد کے خاتمے کے وقت درے میں تھا اور اس نے کہا آئندہ سال انہی ایام میں بدر کے مقام پر پھر جنگ کا وعدہ رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمایا تو ابوسفیان جلدی سے اپنے لشکر کو لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس سے آگے کے واقعات حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں بیان کیے ہیں کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید احتیاط کے خیال سے فوراً ستر صحابہؓ کی ایک جماعت جس میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت زبیرؓ بھی شامل تھے تیار کر کے لشکرِ قریش کے پیچھے روانہ کر دی۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔ عام مؤرخین یوں بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علیؓ یا بعض روایات کی رُو سے حضرت سعد بن وقاصؓ کو قریش کے پیچھے بھجوایا اور ان سے فرمایا کہ اس بات کا پتہ لاؤ کہ لشکر قریش مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت تو نہیں رکھتا اور آپؐ نے ان سے فرمایا اگر قریش اونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑوں کو خالی چلا رہے ہوں تو سمجھنا کہ وہ مکہ کی طرف واپس جا رہے ہیں، مدینہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ نہیں رکھتے اور اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں تو سمجھنا ان کی نیت بخیر نہیں۔ اور آپؐ نے ان کو تاکید فرمائی کہ اگر قریش کا لشکر مدینہ کا رخ کرے تو فوراً آپؐ کو اطلاع دی جاوے اور آپؐ نے بڑے جوش کی حالت میں فرمایا کہ اگر قریش نے اس وقت مدینہ پر حملہ کیا تو خدا کی قسم! ہم ان کا مقابلہ کر کے انہیں اس حملہ کا مزا چکھا دیں گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے آدمی آپؐ کے ارشاد کے ماتحت گئے اور بہت جلد یہ خبر لے کر واپس آ گئے کہ قریش کا لشکر مکہ کی طرف جا رہا ہے۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 499-500)

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ام ایمن کی طرف چلیں۔ ہم ان کی زیارت کریں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملنے کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ انہوں نے یعنی حضرت انسؓ نے کہا کہ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ ان دونوں نے کہا کہ آپؓ کیوں روتی ہیں؟ جو بھی اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسولؐ کیلئے بہتر ہے۔ وہ کہنے لگیں کہ مجھے معلوم ہے کہ جو بھی اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسولؐ کیلئے بہتر ہے لیکن میں اس لیے روتی ہوں کہ اب وحی آسمان سے منقطع ہو گئی ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اُمّ ایمن نے ان دونوں کو بھی رُلا دیا۔ وہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، حدیث نمبر 1635)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا اور تم نے کہا تُو جھوٹا ہے اور ابوبکر نے کہا سچا ہے اور انہوں نے اپنی جان و مال سے میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبیؐ، باب قول النبیؐ لو کنت متخذ اخلیلا، حدیث 3661)

حضرت مصلح موعودؓ اس بات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ صرف ’’حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ایسے تھے جن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک نے میرا انکار کیا مگر ابوبکر ایسا تھا جس میں مَیں نے کوئی کجی نہیں دیکھی۔‘‘ (خطبات محمود، جلد 26، صفحہ 277-278)

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش مکہ کے درمیان صلح کا معاہدہ ہو رہا تھا اور ابوجندل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدے کی شرائط کے مطابق واپس کر دیا تو اس وقت صحابہؓ بہت جوش میں تھے۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ ’’مسلمان یہ نظارہ دیکھ رہے تھے اور مذہبی غیرت سے ان کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا مگر رسول اللہؐ کے سامنے سہم کر خاموش تھے۔ آخر حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے اور کانپتی ہوئی آواز میں فرمایا کیا آپؐ خدا کے برحق رسول نہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ہاں ضرور ہوں۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ہاں ضرور ایسا ہی ہے۔ عمرؓ نے کہا تو پھر ہم اپنے سچے دین کے معاملہ میں یہ ذلت کیوں برداشت کریں؟ آپؐ نے حضرت عمرؓ کی حالت کو دیکھ کر مختصر الفاظ میں فرمایا۔ دیکھو عمر! میں خدا کا رسول ہوں اور میں خدا کے منشا کو جانتا ہوں اور اس کے خلاف نہیں چل سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔ مگر حضرت عمرؓ کی طبیعت کا تلاطم لحظہ بہ لحظہ بڑھ رہا تھا۔ کہنے لگے کیا آپؐ نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں میں نے ضرور کہا تھا مگر کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ طواف ضرور اسی سال ہو گا؟ عمرؓ نے کہا کہ نہیں ایسا تو نہیں کہا۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر انتظار کرو تم ان شاء اللہ ضرور مکہ میں داخل ہو گے اور کعبہ کا طواف کرو گے۔ مگر اس جوش کے عالم میں حضرت عمرؓ کی تسلی نہ ہوئی لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص رعب تھا اس لئے حضرت عمرؓ وہاں سے ہٹ کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ بھی اسی قسم کی جوش کی باتیں کیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی اسی قسم کے جواب دیئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے تھے مگر ساتھ ہی حضرت ابوبکرؓ نے نصیحت کے رنگ میں فرمایا دیکھو عمر! سنبھل کر رہو اور رسولِ خدا کی رکاب پر جو ہاتھ تم نے رکھا ہے اسے ڈھیلا نہ ہونے دو کیونکہ خدا کی قسم! یہ شخص جس کے ہاتھ میں ہم نے اپنا ہاتھ دیا ہے بہرحال سچا ہے۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس وقت میں اپنے جوش میں یہ ساری باتیں کہہ تو گیا مگر بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی اور میں توبہ کے رنگ میں اس کمزوری کے اثر کو دھونے کیلئے بہت سے نفلی اعمال بجا لایا یعنی صدقے کئے، روزے رکھے، نفلی نمازیں پڑھیں اور غلام آزاد کئے تا کہ میری اس کمزوری کا داغ دھل جائے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 767-768)

اس واقعہ کا تذکرہ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی بیان فرمایا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تم کو بہت حکم دیئے مگر میں نے تم سے مخلص ترین لوگوں کے اندر بھی بعض دفعہ احتجاج کی روح دیکھی مگر ابوبکرؓ کے اندر میں نے یہ روح کبھی نہیں دیکھی۔

چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا انسان بھی گھبرا گیا اور وہ اسی گھبراہٹ کی حالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گئے اور کہا کہ کیا ہمارے ساتھ خدا کا یہ وعدہ نہیں تھا کہ ہم عمرہ کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں خدا کا وعدہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ کیا خدا کا ہمارے ساتھ یہ وعدہ نہیں تھا کہ وہ ہماری تائید اور نصرت کرے گا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہاں تھا۔ انہوں نے کہا تو پھر کیا ہم نے عمرہ کیا؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا عمر! خدا نے کب کہا تھا کہ ہم اسی سال عمرہ کریں گے؟ پھر انہوں نے کہا کہ کیا ہم کو فتح و نصرت حاصل ہوئی؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ خدا اور اس کا رسول فتح و نصرت کے معنے ہم سے بہتر جانتے ہیں مگر عمرؓ کی اس جواب سے تسلی نہ ہوئی اور وہ اسی گھبراہٹ کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! کیا خدا کا ہم سے یہ وعدہ نہ تھا کہ ہم مکہ میں طواف کرتے ہوئے داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے عرض کیا کہ کیا ہم خدا کی جماعت نہیں اور کیا خدا کا ہمارے ساتھ فتح و نصرت کا وعدہ نہیں تھا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا تو یا رسول اللہؐ! کیا ہم نے عمرہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے کب کہا تھا کہ ہم اسی سال عمرہ کریں گے۔ یہ تو میرا خیال تھا کہ اس سال عمرہ ہو گا۔ خدا نے تو کوئی تعیین نہیں کی تھی۔ انہوں نے کہا تو پھر فتح و نصرت کے وعدہ کے کیا معنی ہوئے؟ آپؐ نے فرمایا نصرت خدا کی ضرور آئے گی اور جو وعدہ اس نے کیا ہے وہ بہرحال پورا ہو گا۔ گویا جو جواب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا وہی جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیا۔‘‘

(خطبات محمود، جلد 20، صفحہ 382)

دونوں روایتوں میں صرف فرق یہ ہے کہ ایک یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہوئے پھر حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور حضرت مصلح موعودؓ نے جو بیان فرمایا ہے بات وہی ہے لیکن یہ ہے کہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ ایک آدمی مسلمانوں میں سے تھا اور ایک آدمی یہود میں سے تھا۔ مسلمان نے کہا اس کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں پر فضیلت دی تو یہودی نے کہا اس کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ اس پر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے منہ پر تھپڑ مارا۔ وہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپؐ کو بتایا جو اسکے اور مسلمان کے درمیان معاملہ ہوا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان کو بلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اسکے متعلق دریافت کیا۔ اس نے آپ کو بتایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ پر مجھے فضیلت نہ دو۔ (صحیح البخاری، کتاب الخصومات، باب مایذکر فی الاشخاص والخصومۃ بین المسلم والیہود، حدیث نمبر 2411) اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ جس مسلمان نے یہودی کو تھپڑ مارا تھا وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ (عمدۃ القاری، جزء 12، صفحہ 351، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) یہ بخاری کی روایت ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اس طرح فرمایا ہے کہ ”آپؐ غیر مذاہب والوں کے احساسات کا بھی بے حد خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ کے سامنے کسی یہودی نے کہہ دیا کہ مجھے موسیٰؑ کی قسم جسے خدا نے سب نبیوں پر فضیلت دی ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے اسے تھپڑ مار دیا۔ جب اس واقعہ کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ جیسے انسان کو زجر کی۔“ ڈانٹا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ”غور کرو مسلمانوں کی حکومت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت موسیٰؑ کو ایک یہودی فضیلت دیتا ہے اور ایسی طرز سے کلام کرتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ جیسے نرم دل انسان کو بھی غصہ آجاتا ہے اور آپ اسے طمانچہ مار بیٹھتے ہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ڈانٹتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اسے حق ہے کہ جو چاہے عقیدہ رکھے۔“ (تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 531) اگر یہ اس کا عقیدہ ہے تو وہ بول سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکرؓ کے عشق و محبت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ”حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشقیہ تھا۔ جب آپ مدینہ میں داخل ہونے کیلئے مکہ سے نکلے تو اس وقت بھی آپ کا تعلق عاشقانہ تھا اور جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو اس وقت بھی تعلق عاشقانہ تھا۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ۔ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا۔ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا کی وحی قرآنی نازل ہوئی جس میں مخفی طور پر آپؐ کی وفات کی خبر تھی تو آپؐ نے خطبہ پڑھا اور اس میں اس سورت کے نزول کا ذکر فرمایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کو اپنی رفاقت اور دنیوی ترقیات میں سے ایک کے انتخاب کی اجازت دی اور اس نے اللہ تعالیٰ رفاقت کو ترجیح دی۔ اس سورت کو سن کر سب صحابہؓ کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے اور سب اللہ تعالیٰ کی تکبیر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ الحمد للہ! اب یہ دن آرہا ہے مگر جس وقت باقی سب لوگ خوش تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چیخیں نکل گئیں اور آپؓ بے تاب ہو کر رو پڑے اور آپؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! آپ پر ہمارے ماں باپ اور بیوی بچے سب قربان ہوں۔ آپؐ کیلئے ہم ہر چیز قربان کرنے کیلئے تیار ہیں۔

گویا جس طرح کسی عزیز کے بیمار ہونے پر بکرا ذبح کیا جاتا ہے اسی طرح حضرت ابوبکرؓ نے اپنی اور اپنے سب عزیزوں کی قربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے پیش کی۔

آپؓ کے رونے کو دیکھ کر اور اس بات کو سن کر بعض صحابہؓ نے کہا دیکھو! اس بڈھے کو کیا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ کو اختیار دیا ہے کہ خواہ وہ رفاقت کو پسند کرے یا دنیوی ترقی کو۔ اور اس نے رفاقت کو پسند کیا۔ یہ کیوں رو رہا ہے؟ اس جگہ جو اسلام کی فتوحات کا وعدہ پیش کیا جارہا ہے حتّٰی کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی نے بھی اسکا اظہار حیرت کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے اس استعجاب کو محسوس کیا اور حضرت ابوبکرؓ کی بیتابی کو دیکھا اور آپ کی تسلی کیلئے فرمایا کہ ابوبکرؓ مجھے اتنے محبوب ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو خلیل بنانا جائز ہوتا تو میں ان کو خلیل بناتا“ پھر آگے فرمایا ”مگر اب بھی یہ میرے دوست اور صحابی ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ آج سے سب لوگوں کے گھروں کی کھڑکیاں جو مسجد میں کھلتی ہیں بند کر دی جائیں سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے اور اس طرح آپ کے عشق کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داد دی کیونکہ یہ عشق کامل تھا جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتا دیا کہ اس فتح و نصرت کی خبر کے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ہے اور آپؓ نے اپنی اور اپنے سب عزیزوں کی جان کا فدیہ پیش کیا کہ ہم مرجائیں مگر آپؐ زندہ رہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بھی حضرت ابوبکرؓ نے اعلیٰ نمونہ عشق کا دکھایا۔ غرض حضرت ابوبکرؓ نے غارِ ثور میں اپنی جان کیلئے گھبراہٹ کا اظہار نہیں کیا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کیا اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص طور پر تسلی دی۔“ (خطبات محمود، جلد 16، صفحہ 814-815، خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 18/اکتوبر 1935ء) ہر مقام پر جہاں بھی اظہار کیا وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی وجہ سے کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ یہ تکرار بڑھ گئی۔ حضرت عمرؓ کی طبیعت تیز تھی۔ اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے مناسب سمجھا کہ وہ اس جگہ سے چلے جائیں تاکہ جھگڑا خواہ مخواہ زیادہ نہ ہو جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جانے کی کوشش کی تو حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر حضرت ابوبکرؓ کا کرتہ پکڑ لیا کہ میری بات کا جواب دے کر جاؤ۔ جب حضرت ابوبکرؓ اس کو چھڑا کر جانے لگے تو آپ کا کرتہ پھٹ گیا۔ آپ وہاں سے اپنے گھر کو چلے آئے لیکن حضرت عمرؓ کو شبہ پیدا ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کرنے گئے ہیں۔ وہ بھی پیچھے پیچھے چل پڑے تاکہ میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا عذر پیش کرسکوں لیکن راستے میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ حضرت عمرؓ یہی سمجھے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرنے گئے ہیں۔ وہ بھی سیدھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے۔ وہاں جا کر دیکھا تو حضرت ابوبکرؓ موجود نہ تھے لیکن چونکہ ان کے دل میں ندامت پیدا ہو چکی تھی اس لئے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں ابوبکرؓ سے سختی سے پیش آیا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ کا کوئی قصور نہیں میرا ہی قصور ہے۔ جب حضرت عمرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ کو جا کر کسی نے بتایا کہ حضرت عمرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی شکایت کرنے گئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھے بھی اپنی براءت کیلئے جانا چاہئے تاکہ یک طرفہ بات نہ ہو جائے اور میں بھی اپنا نکتہ نظر پیش کرسکوں۔ جب حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچے تو حضرت عمرؓ عرض کر رہے تھے کہ یا رسول اللہؐ! مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے ابوبکرؓ سے تکرار کی اور ان کا کرتہ مجھ سے پھٹ گیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو غصہ کے آثار آپؐ کے چہرہ پر ظاہر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے جب ساری دنیا میرا انکار کرتی تھی اور تم لوگ بھی میرے مخالف تھے اس وقت ابوبکرؓ ہی تھا جو مجھ پر ایمان لایا اور ہر رنگ میں اس نے میری مدد کی۔

پھر افسردگی کے ساتھ فرمایا کیا اب بھی تم مجھے اور ابوبکرؓ کو نہیں چھوڑتے؟ آپؐ یہ فرما رہے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ داخل ہوئے۔“

اس کی اگلی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ جب داخل ہوئے تو انہوں نے کیا رویہ اختیار کیا اس کی تمہید حضرت مصلح موعودؓ باندھ رہے ہیں کہ ”یہ ہوتا ہے سچے عشق کا نمونہ کہ بجائے یہ کہ عذر کرنے کے کہ یا رسول اللہؐ! میرا قصور نہ تھا عمر کا قصور تھا آپؓ نے جب دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خفگی پیدا ہو رہی ہے آپؓ سچے عاشق کی حیثیت سے یہ برداشت نہ کر سکے کہ میری وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو۔ آتے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! عمرؓ کا قصور نہیں تھا میرا قصور تھا۔ دیکھو حضرت ابوبکرؓ کس قدر سچے عاشق تھے کہ آپؓ یہ برداشت نہ کر سکے کہ آپؓ کے معشوق کے دل کو تکلیف ہو۔ آپ یہ دیکھ کر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ پر ناراض ہوئے ہیں۔“ حضرت ابوبکرؓ اس پر ”خوش نہیں ہوئے۔ عام طور پر لوگوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ جب وہ اپنے مدمقابل کو جھاڑ پڑتی دیکھتے ہیں“ ڈانٹ پڑتی دیکھے ”تو خوش ہوتے ہیں کہ خوب جھاڑ پڑی لیکن اس سچے عاشق نے یہ پسند نہ کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو تکلیف ہو خواہ کسی وجہ سے ہو۔ آپؓ نے کہا میں مجرم بن جاتا ہوں لیکن میں اپنے معشوق کا دل رنجیدہ نہیں ہونے دوں گا اور نہایت لجاجت سے عرض کیا یا رسول اللہؐ! عمرؓ کا قصور نہیں تھا میرا قصور ہے۔“ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ”اگر حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے ملال کو دُور کرنے کی خاطر مظلوم ہونے کے باوجود ظالم ہونے کا اقرار کرتے ہیں تا آپؐ کے دل کو تکلیف نہ پہنچے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک مومن بندہ اپنے خدا کی خوشنودی کیلئے وہ کام نہ کرے جو اسے خدا تعالیٰ کی رضا کے قریب کر دے۔“

(خطبات محمود، جلد 27، صفحہ 313 تا 314)

مومن کی بھی یہی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے کام کرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ اس حوالے سے اپنی مثال دی ہے۔

پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ فرماتے ہیں ”حضرت عمرؓ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات کا ایک نسخہ لے کر آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہؐ! یہ تورات ہے۔ آپؐ ان کی بات سن کر خاموش ہو گئے مگر حضرت عمرؓ نے تورات کھول کر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار ظاہر ہوئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات دیکھی تو وہ حضرت عمرؓ پر ناراض ہوئے اور انہوں نے کہا کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بُرا منا رہے ہیں!

ان کی بات سن کر حضرت عمرؓ کو بھی توجہ پیدا ہوئی اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو دیکھا اور جب انہیں بھی آپؐ کے چہرہ پر ناراضگی کے آثار دکھائی دیئے تو انہوں نے معذرت کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی طلب کی۔“ (تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 253)

حضرت مصلح موعودؓ نے یہ واقعہ ایک آیت کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی حضرت عمرؓ کے تورات کی اس آیت پڑھنے پر تھی جو اسلامی تعلیم سے مختلف ہے، اس کی وجہ سے تھی نہ یہ کہ تورات کیوں پڑھی۔ اگر کسی کو اس کی تفسیر پڑھنے میں دلچسپی ہے تو تفسیر کبیر جلد 6 میں سورہ نور کی آیت تین کے ضمن میں اس کی باقی تفصیل بھی لکھی ہوئی ہے۔ وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت صحابہؓ جس طرح کیا کرتے تھے اس کا ثبوت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک واقعہ سے مل سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب بعض قبائل عرب نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے خلاف جنگ کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ اس وقت حالت ایسی نازک تھی کہ حضرت عمرؓ جیسے انسان نے مشورہ دیا کہ ان لوگوں سے نرمی کرنی چاہئے مگر حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔

ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا طاقت ہے کہ وہ اس حکم کو منسوخ کر دے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیا ہے۔

خدا کی قسم! اگر یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اونٹ کا گھٹنا باندھنے کی ایک رسی بھی زکوٰۃ میں دیا کرتے تھے تو میں وہ رسّی بھی ان سے لے کر رہوں گا اور اس وقت تک دم نہیں لوں گا جب تک وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔‘‘

یہ بخاری کی روایت ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ’’اگر تم اس معاملہ میں میرا ساتھ نہیں دے سکتے تو بیشک نہ دو۔ میں اکیلا ہی ان کا مقابلہ کروں گا۔ کس قدر اتباعِ رسولؐ ہے کہ نہایت خطرناک حالات میں باوجود اس کے کہ اکابر صحابہ لڑائی کے خلاف مشورہ دیتے ہیں پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کو پورا کرنے کیلئے وہ ہر قسم کا خطرہ برداشت کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح لشکر اسامہ کو روک لینے کے متعلق بھی صحابہؓ نے بہت زور لگایا مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر دشمن اتنا طاقتور ہو جائے کہ وہ مدینہ پر فتح پائے اور مسلمان عورتوں کی لاشیں کتے گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھجوانے کیلئے تیار کیا تھا روک نہیں سکتا۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد 8، صفحہ 108-109)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس بحرین کا مال آیا تو میں تمہیں اتنا اتنا اور اتنا دوں گا۔ ہاتھ کے اشاروں سے بتایا۔ مگر وہ مال اس وقت آیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تھے۔ جب بحرین کا مال آیا تو حضرت ابوبکرؓ نے منادی کو حکم دیا، اعلان کروایا اور اس نے اعلان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جس کا کوئی قرضہ یا وعدہ ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ یہ سن کر یہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے پاس گیا اور میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایسا ایسا وعدہ فرمایا تھا تو حضرت ابوبکرؓ نے تین لَپ بھر کر دیے۔ علی بن مدینی کہتے تھے کہ سفیان دونوں ہاتھ اکٹھے کر کے لَپ بھرتے کہ یوں اٹھا کے تین دفعہ اس طرح دیا تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب ومن الدلیل علیٰ ان الخمس لنوائب المسلمین، حدیث نمبر 3137 مترجم اردو، نظارت اشاعت ربوہ، جلد 5، صفحہ 485-486)

حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ جب بحرین سے مال آیا تو میں نے حضرت ابوبکرؓ کے منادی کو یہ آواز دیتے ہوئے سنا کہ جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو تو وہ آئے۔ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے تو وہ انہیں دیتے تھے۔ پھر حضرت ابوبشیر مازنیؓ آئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبشیر! جب ہمارے پاس کچھ آئے تو ہمارے پاس آنا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے انہیں دو یا تین لَپ بھر کر دیا جس کو انہوں نے چودہ سو درہم میں پایا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر من قضی دین رسول اللہؐ وعداتہ، جلد 2، صفحہ 243، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

لَپ کا مطلب ہے کہ دونوں ہاتھوں سے پورا بھر کے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ صحابہ کرامؓ سے محو گفتگو تھے کہ تھوڑی دیر کے بعد آپؓ نے اپنے غلام سے کہا کہ پانی پلاؤ۔ غلام کچھ دیر کے بعد مٹی کے برتن میں پانی لایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے برتن کو پکڑا اور پیاس بجھانے کیلئے اپنے منہ کے قریب کیا ہی تھا کہ آپ نے دیکھا کہ برتن تو شہد سے بھرا ہوا ہے جس میں پانی بھی ملا ہوا ہے۔ آپ نے وہ برتن رکھوا دیا اور وہ پانی نہیں پیا۔ پھر غلام کی طرف دیکھا اور اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ غلام نے کہا کہ پانی میں شہد ملایا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ برتن کی طرف غور سے دیکھنے لگے۔

چند لمحات ہی گزرے تھے کہ آپؓ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنے لگا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہچکیاں باندھ باندھ کر رونے لگے۔ روتے روتے آپؓ کی آواز اَور بلند ہو گئی اور آپؓ پر شدید گریہ طاری ہو گیا۔

لوگ متوجہ ہوئے اور تسلی دینے لگے کہ اے خلیفہ رسول! آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ آپؓ اس قدر شدید کیوں رو رہے ہیں؟ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ سسکیاں بھر کر کیوں رو رہے ہیں لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رونا بند نہ کیا بلکہ آس پاس کے تمام لوگوں نے بھی آپ کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا اور رو رو کر وہ خاموش بھی ہو گئے لیکن حضرت ابوبکرؓ مسلسل روتے جا رہے تھے۔ جب آپ کے آنسو ذرا تھمے تو لوگوں نے آپ سے رونے کا سبب پوچھا کہ اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ رونا کیسا ہے۔ آخر کس چیز نے آپ کو رلایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے کپڑے کے کنارے سے آنسو پونچھتے ہوئے اور اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کے ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے کچھ چیز دُور کر رہے ہیں لیکن وہ چیز مجھے نظر نہیں آ رہی تھی۔ آپؐ کمزور آواز میں فرما رہے تھے کہ مجھ سے دُور ہو جاؤ، مجھ سے دُور ہو جاؤ۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا مگر کچھ نظر نہیں آیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کسی چیز کو اپنے سے ہٹا رہے تھے جبکہ آپ کے پاس کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ در حقیقت دنیا تھی جو اپنی تمام آرائش و نعمت کے ساتھ میرے سامنے آئی تھی۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ دُور ہو جاؤ۔ ایک کشفی کیفیت آپؐ پر طاری ہوئی تھی۔ پس وہ یہ کہتی ہوئی دور ہو گئی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چھٹکارا پا لیا تو کیا ہوا۔ جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئیں گے وہ مجھ سے کبھی نہیں بچ سکیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پریشانی میں اپنا سر ہلایا اور غمزدہ آواز میں فرمایا لوگو! مجھے بھی اس شہد سے ملے پانی کی وجہ سے ڈر لاحق ہوا کہ کہیں اس دنیا نے مجھے آ گھیرا نہ ہو اس لیے میں سسکیاں بھر کر رو دیا۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کے 100 قصے، صفحہ 68 تا 70، بیت العلوم لاہور) (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ذکر الصحابۃ من المھاجرین، ابوبکر الصدیقؓ، جلد 1، صفحہ 30-31، مکتبۃ الایمان المنصورہ 2007ء) اتنی خشیت تھی اللہ تعالیٰ کی۔

فتوحات عراق میں ایک قیمتی چادر حاصل ہوئی۔ حضرت خالدؓ نے اہلِ لشکر کے مشورہ سے اس چادر کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بطور تحفہ بھجوایا اور لکھا کہ اسے آپ لے لیجیے۔ آپؓ کیلئے روانہ کیا جا رہا ہے لیکن حضرت ابوبکرؓ نے اسے لینا گوارا نہیں فرمایا اور نہ اپنے رشتہ داروں کو دیا بلکہ اسے حضرت امام حسینؓ کو مرحمت فرما دیا۔

(سیدنا صدیق اکبرؓ کے شب و روز، صفحہ 107، مکتبۃ الحرمین لاہور 1437ھ)

باقی انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔ اس وقت میں دو مرحومین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور بعد میں ان کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا انشاء اللہ۔

پہلا ہے محترم سمیع اللہ سیال صاحب جو تحریک جدید میں وکیل الزراعت تھے، نواسی (89) سال کی عمر میں بقضائے الٰہی فوت ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے والد رحمت اللہ سیال صاحب تھے۔ سمیع اللہ سیال صاحب کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد رحمت اللہ سیال صاحب کے ذریعہ ہوا تھا۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دَور میں 1938ء میں بیعت کی تھی۔ اس وقت سمیع اللہ سیال صاحب کی عمر چار سال کی تھی۔ جب بیعت کا علم ان کی والدہ کو ہوا تو انہوں نے اپنے خاوند کو چھوڑ دیا اور ان کو ساتھ لے کر چلی گئیں۔ جب یہ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پیش ہوا تو حضورؓ نے آپ کے والد صاحب سے فرمایا کہ آپ مقدمہ کریں اور بچہ واپس لیں۔ چنانچہ مقدمہ کر کے بچہ واپس لے لیا گیا۔ اس طرح آپ اپنے والد صاحب کی کفالت میں آ گئے اور انہوں نے ہی آپ کی پرورش کی۔

سمیع اللہ سیال صاحب کے والد صاحب فسادات کے دوران مشرقی پنجاب میں شہید ہو گئے تھے۔ اسکے بعد آپ کے سب غیر احمدی رشتہ داروں نے ان کو واپس لانے کی کوشش کی، جماعت سے دور ہٹانے کی کوشش کی لیکن آپ نے احمدیت نہ چھوڑی۔ 1949ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک کیا۔ 1954ء میں تعلیم الاسلام کالج سے بی اے کیا۔ پھر 1956ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے شماریات کیا۔ ان کے دو بیٹے ہیں، ایک کینیڈا میں ڈاکٹر ہیں اور دوسرے افتخار اللہ سیال صاحب تحریکِ جدید ربوہ میں واقفِ زندگی ہیں۔ 1949ء میں سیال صاحب نے وقف کیا اور دیگر واقفین زندگی کے ساتھ ان کا ٹیسٹ ہوا، انٹرویو ہوا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود پرچہ ترتیب دیا۔ بعد ازاں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر آپ نے مزید تعلیم کیلئے تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخلہ لیا جہاں سے آپ نے پہلے بی ایس سی اور بعد ازاں ایم ایس سی سٹیٹسٹکس (Statistics) کی ڈگری حاصل کی۔ 1953ء میں آپ کا دفاتر میں ابتدائی تقرر ہوا۔ پھر مختلف دفاتر میں کام کرتے رہے۔ 1960ء سے 63ء تک سیرالیون میں خدمت کی توفیق پائی۔ 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو وکیل الزراعت اور صنعت و تجارت مقرر فرمایا۔ 88ء سے 99ء تک بطور وکیل الدیوان اور 99ء سے 2012ء تک وکیل الزراعت اور صنعت و تجارت کے طور پر خدمت کی توفیق ملی اور 2012ء سے وفات تک آپ وکیل الزراعت تھے۔ انکا خدمت کا عرصہ 69 سال پر محیط ہے۔ اسکے علاوہ بھی انجمن کی اور تحریک کی بہت ساری کمیٹیوں کے ممبر تھے اور بعض رجسٹرڈ کمپنیوں کے ڈائریکٹر تھے۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ میں بھی مہتمم کے طور پر ان کو بڑا لمبا عرصہ مختلف شعبوں میں کام کرنے کی توفیق ملی۔

ان کی اہلیہ امۃ الحفیظ سیال صاحبہ کہتی ہیں کہ چونسٹھ سالہ ازدواجی زندگی میں مَیں نے دیکھا کہ بہت نیک، ہمدرد، متوکل، پیار کرنے والے تھے۔ ہر کام میں اپنے پر دوسرے کو ترجیح دیتے تھے اور خلیفہ وقت کے احکامات کو ہر بات پر ترجیح دیتے تھے۔ کہتی ہیں جب میری شادی ہوئی تو انہوں نے شروع میں ہی مجھے یہ بات سمجھا دی کہ میں ایک واقفِ زندگی ہوں اور ایک واقفِ زندگی کی بیوی بھی واقفِ زندگی ہوتی ہے۔ پھر کہتی ہیں کہ غرباء پرور تھے۔ مہمان نوازی بھی ہمارے گھر میں بہت زیادہ ہوتی تھی۔

ان کے بیٹے افتخار اللہ سیال کہتے ہیں کہ جماعت سے وفاداری اور محبت بچپن سے ہی ان میں بہت زیادہ تھی۔ 1947ء کے فسادات میں جب ان کے والد شہید ہو گئے تو وہ بالکل اکیلے رہ گئے اور جیسا کہ بیان ہوا ہے ان کے رشتہ داروں میں سے صرف ان کے والد احمدی تھے اور والدہ بھی چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔ رشتہ داروں نے ان کو کہا کہ تم احمدیت چھوڑ دو ہم تمہارے تمام دنیاوی اور تعلیمی اخراجات اٹھائیں گے لیکن احمدیت سے محبت اور احمدیت کی سچائی پر یقین ہونے کی وجہ سے انہوں نے جواب دیا، کہا کہ اگر میں بھوکا بھی مر جاؤں گا پھر بھی احمدیت نہیں چھوڑوں گا اور پھر ہمیشہ اپنے اس ایمان پر قائم رہے۔ اس بات کی شدید خواہش تھی کہ وقف کا یہ سلسلہ آگے ان کی نسل میں بھی جاری رہے۔ تو کہتے ہیں چنانچہ جب میں نے وقف کیا تو بڑے خوش ہوئے اور یہاں لندن آئے ہوئے تھے تو حضرت خلیفۃ

ارشاد باری تعالیٰ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡرَ ۬ؕ

(الانعام: 2)

ترجمہ: تمام حمد اللہ ہی کی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرے اور نور بنائے۔

طالب دعا: بی. ایم. خلیل احمد ولد مکرم بی. ایم. بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

قُلۡ لِّمَنۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ قُلۡ لِّلّٰہِ ؕ کَتَبَ عَلٰی نَفۡسِہِ الرَّحۡمَۃَ ؕ (الانعام: 13)

ترجمہ: پوچھ کہ کس کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے؟

کہہ دے کہ اللہ ہی کا ہے۔ اس نے اپنے اوپر رحمت فرض کر رکھی ہے۔

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم وافراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی)

المسیح الرابعؒ کو خود بتایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ اصل وقف یہی ہے کہ یہ سلسلہ آگے اولاد میں بھی جاری ہو۔ دینی یا دنیاوی مشکلات آتی تھیں تو خدا کے آگے جھک جاتے اور اس مشکل کے حل کیلئے بہت پُرسوز دعائیں کرتے۔

پھر ان کے ایک بیٹے لکھتے ہیں: مَیں نے انہیں پوری زندگی تہجد کا ایک بھی ناغہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ غریبوں کی ہر ممکن امداد کرنے والے تھے۔ کہتے ہیں ان کی وفات کے بعد بہت سے لوگوں نے مجھے آ کے خاص طور پر ذکر کیا کہ ہمیں جب کوئی کسی قسم کی رقم کی ضرورت ہوتی فوراً سیال صاحب کے پاس جاتے اور ہمیشہ وہ ہماری امداد کرتے۔ بعض اوقات گھروں میں کوئی مسئلہ درپیش ہوتا اور جماعتی خدمت کا بھی اس وقت موقع ہوتا تو اس وقت وہ جماعت کے کام کی طرف نکل جاتے اور اپنے گھریلو مسائل کو اللہ کے سپرد کر دیتے۔ ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ ہمیشہ مجھے جماعت سے محبت اور خلافت کا وفادار رہنے کا درس دیا اور خلیفہ وقت کی زبان سے نکلے ہر لفظ پر بڑا حد تک یقین تھا۔ اس سلسلہ میں وہ بیان کرتے تھے کہ جب ابتدا میں وقف کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت ابھی چرچل اسّی سال کی عمر میں دوبارہ وزیر اعظم بنا تھا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان سے کہا کہ اگر چرچل اسّی سال کی عمر میں وزیر اعظم بن سکتا ہے تو تم جماعت کی خدمت اتنے عرصہ تک کیوں نہیں کر سکتے۔ تو اس بات سے کہتے ہیں میں نے اس وقت بھی نتیجہ نکالا تھا کہ ہم جتنے بھی لوگ اس گروپ میں شامل واقف زندگی ہیں، کم از کم اسّی سال کی عمر تو ہماری ضرور ہوگی اور اللہ تعالیٰ اسّی سال تک خدمت کی توفیق دے گا۔ چنانچہ چودھری حمید اللہ صاحب اور مصلح الدین صاحب ان کے ساتھی تھے، سب نے اسّی سال سے زائد عمر پائی۔

ان کی بہو کہتی ہیں کہ میری چھوٹی عمر میں ہی میرے والد وفات پا گئے تھے اور سسر کے روپ میں مجھے ان سے باپ کا پیار ملا۔ بائیس سال میں نے اپنی شادی شدہ زندگی میں ہمیشہ ان سے شفقت اور باپ کا پیار ہی دیکھا۔ احمدیت کے سچے شیدائی اور خلافت سے گہری محبت کرنے والے، غریب پرور، مہمان نواز، سچے انسان تھے۔ اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر شکر ادا کرتے۔ میرے بچوں کی تربیت میں بھی بہت کردار ادا کیا۔ انہیں قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے رہے اور پھر ٹیسٹ بھی لیتے تھے۔ کہتی ہیں جب بھی بچے دادا جان کے ساتھ بیٹھتے تو ہمیشہ جماعت کی تاریخ اور خلفاء کی شفقت اور محبت کے واقعات بیان کرتے۔ چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی اگر گھر میں آ جاتا تو اسے بھی بغیر تواضع اور مہمان نوازی کے گھر سے نہ جانے دیتے۔

باسل صاحب نائب وکیل الزراعت لکھتے ہیں کہ سمیع اللہ سیال صاحب انتہائی ہمدرد وجود تھے۔ خلافت سے بے پناہ محبت اور عشق تھا۔ دفتر میں کارکنان کی مالی امداد بھی کرتے تھے۔ ہمیشہ خلیفہ وقت کے ساتھ تعلق میں رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ کہتے ہیں ہمیشہ یہی درس دیا کہ جماعت کے ایک ایک پیسے کی حفاظت کرنی ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ فکر نہیں کہ پیسہ کہاں سے آئے گا اصل یہ فکر ہے کہ پیسے کو سنبھالنے والے کہاں سے آئیں گے۔ وہ ملتے رہیں۔ (ماخوذ از الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 319)

پھر کہتے ہیں کہ جب بھی کوئی واقفِ زندگی یا کارکن یا کوئی احمدی ملنے کیلئے آتا تو یہی کہتے کہ جماعت کی خدمت میں بہت ہی برکت ہے اور جو خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے انتہا نوازتا ہے اور اللہ تعالیٰ خود ہی انکی ضروریات پوری کرتا چلا جاتا ہے۔ اپنی مثال دیتے ہیں کہ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بے شمار دیا اور یہ صرف وقف کی برکت ہے۔

نسرین حیٔ صاحبہ کہتی ہیں کہ ہمارے خاندان کے اہم افراد میں سے تھے۔ میری والدہ اور والد ہمیشہ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ ان کی کوئی بیٹی نہیں تھی۔ میں جب سات یا آٹھ سال کی ہوئی تو انہوں نے اور پھوپھو نے مجھے adopt کیا۔ اسکے بعد میں شادی تک ان کے پاس رہی۔ دونوں نے مجھے ہمیشہ اپنی بیٹی کی طرح رکھا اور بچپن سے میری ہر خواہش کا خیال رکھا۔ بہترین تعلیم دلوائی۔ میری شادی مربی سلسلہ سے کروائی۔

محمود طاہر صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک دفعہ بتایا کہ جب میں نے بی اے کر لیا اور ابتدائی تقرر ہوا تو حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت پر مجھے ایم اے کرنے کیلئے بھیجا جانے لگا۔ اس وقت دفتر میں کسی نے حضرت مصلح موعودؓ سے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ اس کو آپ ایم اے کروا رہے ہیں۔ یہ ایم اے کر کے کہیں دوڑ نہ جائے اور کہیں دنیاوی نوکری نہ اختیار کر لے۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا سیال بے وفا نہیں ہوتے۔

عمران بابر صاحب واقفِ زندگی نگران جائیداد تحریک جدید کہتے ہیں کہ مجھے پندرہ سال ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ بڑے مضبوط اعصاب کے مالک تھے۔ جماعتی کام کے حوالے سے کبھی بھی سرکاری افسر سے ملنے یا بات کرنے سے نہیں جھجکتے تھے۔ اور ٹرین میں سفر کرنے کا موقع ملا۔ سفر کے دوران تبلیغ ضرور کرتے تھے اور اونچی آواز میں کیا کرتے تھے تاکہ قریب موجود سب افراد سن لیں۔

لقمان صاحب وکیل المال اوّل کہتے ہیں کہ خلافت کی آواز پر خود بھی لبیک کہنے والے تھے۔ دوسروں کو بھی توجہ دلاتے تھے۔ ہمیشہ جب تحریک جدید کا اعلان ہوتا تو فوراً آتے اور اپنا چندہ وغیرہ ادا کرتے، وعدہ لکھواتے۔

شیخ حارث صاحب ہیں تحریکِ جدید میں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب وقف کیا تو آپ نے میری ہر مرحلے پر راہنمائی کی۔ بہت ہی محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ بہت نڈر اور دبنگ واقف زندگی تھے۔ سلسلہ کے اموال کی بچت کے دھنی تھے اور پھر یہ حارث صاحب ہی لکھتے ہیں کہ 2015ء میں انجنیئر جاوید صاحب چیئر مین پاکستان انجنیئر نگ کونسل اسلام آباد سے خصوصی طور پر ربوہ کے دورہ پر آئے۔ ان کی ملاقات دیگر بزرگان کے علاوہ سیال صاحب سے کروائی گئی۔ اس مختصر ملاقات میں آپ نے تبلیغ کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا اور انہیں بڑے اچھے رنگ میں تبلیغ کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ جو وقفِ زندگی بیٹا ہے اسے بھی وقف نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ خلافت اور جماعت سے ان کی اولاد کو جوڑے رکھے اور ان کے لواحقین کو سکون عطا فرمائے۔

اگلا ذکر ہے محترمہ صدیقہ بیگم صاحبہ اہلیہ علی احمد صاحب مرحوم معلم وقف جدید کا جن کی گذشتہ دنوں پچاسی سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ عبد الہادی طارق صاحب ان کے بیٹے مربی سلسلہ ہیں اور جامعہ احمدیہ گھانا میں استاد ہیں۔ پھیرو چیچی قادیان کے نزدیک ان کی پیدائش ہوئی تھی۔ ان کے والد عبد الرحمٰن صاحب جوانی میں ہی 1944ء میں وفات پا گئے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان کی بیوہ والدہ نواب بی بی صاحبہ اور بچوں کو کفالت میں لے لیا اور قادیان بلا لیا تو حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں اپنے بنگلے میں رکھ لیا اور مربی صاحب کہتے ہیں کہ خاکسار کی نانی حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔ اس طرح پھر تقسیمِ ہند کے بعد کہتے ہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری نانی کو ان کے بچوں کے ساتھ ناصر آباد فارم سندھ بھجوا دیا جہاں یہ پلے بڑھے۔

حضرت میاں اللہ دتہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔ ایک واقفِ زندگی کی بیوی تھیں، ایک واقفِ زندگی کی والدہ تھیں۔ آپ نے اپنے واقف زندگی خاوند کے ساتھ وقف کی پوری روح سے واقف زندگی جیسی زندگی گزاری اور ہر قسم کے نامساعد حالات میں اپنے واقف زندگی شوہر کا ساتھ دیا۔ زندگی بھر کبھی کسی سے مطالبہ یا تقاضا نہیں کیا۔ بے شمار خوبیوں کی مالک تھیں جن میں نمایاں طور پر عاجزی، خداترسی، درویشی، مہمان نوازی، نرم مزاجی، سادگی، قناعت، ستر پوشی، صبر، بے پناہ حوصلہ شامل تھا۔ زندگی بھر کبھی کسی سے کوئی شکوہ اور شکایت نہیں کی اور نہ ہی کبھی کسی کی برائی سنی اور نہ برائی کی۔ ہمیشہ اپنوں اور پرایوں سے محبت اور خلوص کا سلوک کیا۔ پنجگانہ نمازوں کے علاوہ باقاعدہ تہجد کا انتظام رکھا۔ اسی طرح تلاوت قرآن کریم باقاعدہ کرنے والی تھیں اور آخری ایام میں خرابی صحت کے باعث جب نماز صحیح طرح ادا نہ ہو سکتی تھی تو یہی دعا کیا کرتی تھیں کہ مولیٰ اتنی صحت اور ہمت دے دے کہ تیری عبادت صحیح طرح کر سکوں۔

پسماندگان میں انکی دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے ایک بیٹے عبد الہادی طارق صاحب گھانا میں مربی سلسلہ ہیں اور وہاں میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے اپنی والدہ کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے، ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے، درجات بلند فرمائے۔

......☆......☆......☆......

نمایاں کامیابی اور دعا کی تحریک

امسال تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول قادیان اور نصرت گرلز ہائی اسکول قادیان کی دسویں اور بارھویں کلاسز کے بورڈ کے سالانہ امتحانات کے نتائج سامنے آئے ہیں جن کے مطابق تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول قادیان کی دسویں بورڈ کلاس کے 21 بچوں نے 80 فیصد سے زائد نمبر حاصل کئے ہیں اور نصرت گرلز ہائی اسکول قادیان کی دسویں بورڈ کلاس کی 16 بچیوں نے 80 فیصد سے اور 15 بچیوں نے 90 فیصد سے بھی زائد نمبر حاصل کئے ہیں۔ (الحمد للہ)۔ اسی طرح تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول قادیان کی بارھویں بورڈ کلاس کے 17 طلباء وطالبات نے 80 فیصد سے زائد اور 24 طلباء وطالبات نے 90 فیصد سے بھی زائد نمبر حاصل کئے ہیں۔ (الحمد للہ)

احباب جماعت کی خدمت میں ان نتائج کی اطلاع دیتے ہوئے ان سب بچوں کیلئے دعا کی تحریک کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب بچوں کے علم وعرفان میں برکت عطا فرمائے، تعلیمی میدان میں اور زیادہ کامیابیوں سے نوازے اور سلسلہ کیلئے مفید وجود بنائے۔ (آمین)

(ناظر تعلیم، صدر انجمن احمدیہ قادیان)

ارشاد نبوی ﷺ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَیں بنی آدم کا سردار ہوں

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد)

طالبِ دُعا: نعیم الحق صاحب اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی ﷺ

قیامت کے دن مَیں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا

اور سب سے پہلا ہوں گا جس کی شفاعت قبول کی جائے گی

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب واہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ رضی اللہ عنہ)

نزول قباء، 20/ستمبر 622ء

مدینہ اور اس کی آبادی کے مختصر حالات بیان کرنے کے بعد ہم اپنے اصل مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ جب انصار کے کانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی آواز پہنچی تو مدینہ کا میدان تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھا اور لوگ جلدی جلدی اپنے ہتھیاروں کو درست کرکے نہایت شوق کے ساتھ اس سمت میں لپکے جدھر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے تھے۔ یہ وقت بھی ایک عجیب وقت تھا۔ سرورِ عالم یعنی خدا کا وہ مقدس فرستادہ جسکے وجود میں نبوت ورسالت کے پیغام نے اپنے کمال کو پہنچنا تھا اپنے عزیز واقارب کے مظالم سے تنگ آکر اپنے وطن سے نکلتا ہے اور ایک ایسی بستی کی طرف آتا ہے جو دنیوی رشتہ کے لحاظ سے گویا ایک غیروں کی بستی ہے مگر خدا انہی غیروں کے دلوں میں وہ محبت ڈال دیتا ہے کہ جس کے سامنے خون کے رشتے کی محبت بالکل ہیچ نظر آتی ہے اور آج سے مدینہ کے اوس وخزرج کی قسمت اسلام کے نوشتۂ تقدیر کے ساتھ اس طرح مخلوط طور پر بُن دی جاتی ہے کہ ناممکن ہے کہ دنیا کا کوئی مؤرخ ایک کے ذکر سے دوسرے کے ذکر کو جدا کرسکے۔ بیشک اسلام نے عرب کے ان بادیہ نشینوں کو جن کے بیشتر اوقات شراب اور زنا اور جوئے اور آپس کی لڑائی میں گزرتے تھے ایک تاریک ترین قعر مذلت سے اٹھایا اور ایک روشن ترین اوج سعادت پر پہنچا دیا اور اسلام پر کسی کا احسان نہیں ہے بلکہ ہر اک مسلمان کی گردن اسلام کے احسان کے نیچے ہے، لیکن یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ان ابتدائی فدایان اسلام نے جس جاں نثارانہ قربانی اور جس والہانہ عشق ومحبت سے اسلام کے نازک اور کم سن پودے کو اپنے خون کے پانی سے سینچا اس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ مگر مجھے اپنے مضمون کی طرف لوٹنا چاہئے۔ انصار کی نظریں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑیں تو ان کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے اور انہوں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا دنیا وآخرت کے سارے انعامات انہیں آپؐ کے وجود میں حاصل ہوگئے ہیں۔ چنانچہ بخاری میں براء بن عازب کی روایت ہے کہ جو خوشی انصار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے وقت پہنچی ویسی خوشی کی حالت میں مَیں نے انہیں کبھی کسی اور موقع پر نہیں دیکھا۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے یوں محسوس کیا کہ ہمارے لئے مدینہ روشن ہوگیا اور جب آپؐ فوت ہوئے تو اس دن سے زیادہ تاریک ہمیں مدینہ کا شہر کبھی نظر نہیں آیا۔

استقبال کرنے والوں کی ملاقات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی خیال کے ماتحت جس کا ذکر تاریخ میں نہیں آیا سیدھے شہر کے اندر داخل نہیں ہوئے بلکہ دائیں طرف ہٹ کر مدینہ کی بالائی آبادی میں جو اصل شہر سے دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر تھی اور جسکا نام قباء تھا تشریف لے گئے۔ اس جگہ انصار کے بعض خاندان آباد تھے جن میں زیادہ ممتاز عمرو بن عوف کا خاندان تھا اور اس زمانہ میں اس خاندان کے رئیس کلثوم بن الہدم تھے۔ قباء کے انصار نے آپؐ کا نہایت پُرتپاک استقبال کیا اور آپؐ کلثوم بن الہدم کے مکان پر فروکش ہوگئے۔ وہ مہاجرین جو آپؐ سے پہلے مدینہ پہنچ گئے ہوئے تھے وہ بھی اس وقت تک زیادہ تر قباء میں کلثوم بن الہدم اور دوسرے معززین انصار کے پاس مقیم تھے اور شاید یہی وجہ تھی کہ آپؐ نے سب سے پہلے قباء میں قیام کرنا پسند فرمایا۔ ایک آن کی آن میں سارے مدینہ میں آپؐ کی آمد کی خبر پھیل گئی اور تمام مسلمان جوشِ مسرت میں بیتاب ہوکر جوق در جوق آپؐ کی فرودگاہ پر جمع ہونے شروع ہوگئے۔ اس وقت ایک عجیب لطیفہ ہوا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کی سادگی کا پتہ چلتا ہے اور وہ یہ کہ جن اہالیان مدینہ نے آپؐ کو اس سے پہلے نہیں دیکھا ہوا تھا ان میں سے بعض اپنے خیال میں حضرت ابوبکرؓ کو ہی رسول اللہ سمجھتے رہے مگر جب مجلس میں دھوپ آگئی اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنی چادر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیا اس وقت ان کی یہ غلط فہمی دور ہوئی۔ اس غلط فہمی کی وجہ یہ تھی کہ باوجود عمر میں چھوٹا ہونے کے حضرت ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت زیادہ بوڑھے نظر آتے تھے اور بمقابلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے بہت سے بال سفید ہوچکے تھے اور چونکہ مجلس میں نشست کی کوئی خاص ترتیب بھی نہیں تھی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کوئی ممتاز جگہ معین تھی اس لئے ناواقف لوگوں کو دھوکا لگ گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول قباء یعنی تکمیل سفر ہجرت کی تاریخ کے متعلق روایات میں کسی قدر اختلاف ہے۔ عام مؤرخین کا خیال ہے کہ وہ پیر کا دن اور ربیع الاول 14/نبوی کی بارہ تاریخ تھی۔ مگر بعض محققین نے آٹھ تاریخ لکھی ہے۔ عیسوی سن کے شمار سے یہ تاریخ بعض حساب دانوں کے خیال کے مطابق 20/ستمبر 622ء تھی۔ اسلامی سن کا شمار اسی واقعہ ہجرت سے شروع ہوتا ہے مگر سال کی ابتداء ربیع الاول سے نہیں ہوتی جو کہ ہجرت کا مہینہ ہے بلکہ محرم سے ہوتی ہے جو کہ قمری مہینوں کا پہلا ماہ سمجھا جاتا ہے اور اس طرح پہلا سال ہجرت کا دراصل بارہ ماہ کا نہیں تھا بلکہ نو ماہ اور کچھ دن کا تھا۔ اس بارہ میں مؤرخین میں اختلاف ہے کہ اسلام میں ہجرت کے سن کا حساب ابتداء کس کے عہد میں شروع ہوا۔ حاکم نے اکلیل میں روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہجرت کے بعد اسکا حکم دیا تھا۔ لیکن دوسری روایات کی بنا پر جمہور مؤرخین کا یہ خیال ہے اور یہی درست معلوم ہوتا ہے کہ یہ حساب حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں شروع ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ پہلا کام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قباء میں کیا وہ ایک مسجد کی تعمیر تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی اور صحابہ نے مل کر مزدوروں اور معماروں کا کام کیا۔ اور چند دن کی محنت سے یہ مسجد تیار ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مسجد سے آخر وقت تک بہت محبت رہی۔ چنانچہ مدینہ میں چلے جانے کے بعد آپؐ ہر ہفتہ قباء تشریف لے جاتے اور اس مسجد میں نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ قرآن شریف میں جس مسجد کے متعلق اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ کے الفاظ بیان ہوئے ہیں وہ یہی مسجد قباء ہے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ گو اس سے پہلے بھی بعض مسجدیں مسلمانوں نے بنائی تھیں، لیکن یقیناً قباء کی مسجد اسلام میں وہ پہلی مسجد تھی جس کی بناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے تکمیل ہجرت کے بعد پہلے دن رکھی گئی اور جسے مسلمانوں نے گویا ایک قومی عبادت گاہ کے طور پر تعمیر کیا۔

یہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کرتے ہوئے اپنی جگہ حضرت علیؓ کو چھوڑ آئے تھے اور ان کو تاکید فرما آئے تھے کہ امانتیں وغیرہ واپس کرکے بہت جلد مدینہ پہنچ جائیں۔ چنانچہ ابھی آپؐ کو قباء میں تشریف لائے صرف تین دن ہی ہوئے تھے کہ حضرت علیؓ بھی مع الخیر قباء میں پہنچ گئے لیکن ابھی تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت مکہ میں ہی تھے۔

ورود مدینہ اور جمعہ کی پہلی نماز

غالباً ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں ہی مقیم تھے کہ مسلمانان مدینہ میں اس بات کے متعلق گفتگو شروع ہوئی کہ مدینہ میں آپؐ کس کے ہاں قیام فرما ہوں گے۔ ہر ایک خاندان یہ چاہتا تھا کہ اسے آپؐ کی میزبانی کا فخر حاصل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ اختلاف پہنچا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں عبدالمطلب کے ننھیال بنونجار کے ہاں ٹھہروں گا۔

یہ ایک نہایت حکیمانہ فیصلہ تھا جس سے آپؐ نے انصار کے مختلف قبائل میں ناواجب جذبات رقابت کے پیدا ہونے کا سدباب فرمادیا اور آپؐ کے اس ارشاد پر سب کی تسلی ہوگئی کیونکہ گو ایمان واخلاص میں سب ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تھے لیکن بنونجار کو یہ ایک مزید اور مسلّم خصوصیت حاصل تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی والدہ سلمٰی اسی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔

قباء میں زائد از دس دن کے قیام کے بعد جمعہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے اندرونی حصہ کی طرف روانہ ہوئے۔ انصار ومہاجرین کی ایک بڑی جماعت آپؐ کے ساتھ تھی۔ آپؐ ایک اونٹنی پر سوار تھے اور حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے پیچھے تھے۔ یہ قافلہ آہستہ آہستہ شہر کی طرف بڑھنا شروع ہوا۔ راستہ میں ہی نماز جمعہ کا وقت آگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوسالم بن عوف کے محلہ میں ٹھہر کر صحابہ کے سامنے خطبہ دیا اور جمعہ کی نماز ادا کی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ گو اس سے پہلے جمعہ کا آغاز ہوچکا تھا۔ مگر یہ پہلا جمعہ تھا جو آپؐ نے خود ادا کیا۔ اور اس کے بعد سے جمعہ کی نماز کا طریق باقاعدہ جاری ہوگیا۔ دراصل جمعہ نمازوں کی عید ہے جیسا کہ روزوں کی عید عیدالفطر اور حج کی عید عیدالاضحیٰ ہے اور اسی لئے شریعت اسلامی میں جمعہ کی نماز کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ اس نماز میں امام ایک خطبہ دیتا ہے جس میں حاضر الوقت مسائل پر تقریر ہوتی ہے اور حاضرین کو ایمان واعمال کے متعلق مناسب نصائح کی جاتی ہیں اور اسکے بعد دو رکعت نماز فرض ادا کی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی حکم ہے کہ حتّی الوسع ہر مسلمان کو چاہئے کہ جمعہ کے دن غسل کرے اور کپڑے بدلے اور خوشبو لگائے اور خطبہ شروع ہونے سے قبل مسجد میں پہنچ جاوے۔ جس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پہلا جمعہ ادا کیا اس جگہ اب ایک مسجد ہے جسے اس جمعہ کی یادگار میں مسجد الجمعہ کہتے ہیں۔

جمعہ سے فارغ ہوکر آپؐ کا قافلہ پھر آہستہ آہستہ آگے روانہ ہوا۔ راستہ میں آپؐ مسلمانوں کے گھروں کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ جوش محبت میں بڑھ بڑھ کر عرض کرتے تھے ''یارسول اللہ! یہ ہمارا گھر یہ ہمارا مال وجان حاضر ہے اور ہمارے پاس حفاظت کا سامان بھی ہے آپؐ ہمارے پاس تشریف فرما ہوں۔'' آپؐ ان کیلئے دعائے خیر فرماتے اور آہستہ آہستہ شہر کی طرف بڑھتے جاتے تھے۔ مسلمان عورتوں اور لڑکیوں نے خوشی کے جوش میں اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ چڑھ کر گانا شروع کیا

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَادَعٰى لِلّٰهِ دَاعِ

یعنی آج ہم پر کوہ وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کے چاند نے طلوع کیا ہے۔ اس لئے اب ہم پر ہمیشہ کیلئے خدا کا شکر واجب ہوگیا ہے۔'' مسلمانوں کے بچے مدینہ کی گلی کوچوں میں گاتے پھرتے تھے کہ ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگئے۔ خدا کے رسولؐ آگئے۔'' اور مدینہ کے حبشی غلام آپؐ کی تشریف آوری کی خوشی میں تلوار کے کرتب دکھاتے پھرتے تھے۔ جب آپؐ شہر کے اندر داخل ہوئے تو ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ آپؐ اسکے پاس قیام فرمائیں اور ہر شخص بڑھ بڑھ کر اپنی خدمت پیش کرتا تھا۔ آپؐ سب کے ساتھ محبت کا کلام فرماتے اور آگے بڑھتے جاتے تھے۔ حتّٰی کہ آپؐ کی ناقہ بنونجار کے محلہ میں پہنچی اس جگہ بنونجار کے لوگ ہتھیاروں سے سجے ہوئے صف بند ہوکر آپؐ کے استقبال کیلئے کھڑے تھے اور قبیلہ کی لڑکیاں دفیں بجا بجا کر یہ شعر گا رہی تھیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي نَجَّارِ
يَاحَبَّذَا مُحَمَّدًا مِنْ جَارِ

یعنی ہم قبیلہ بنونجار کی لڑکیاں ہیں اور ہم کیا ہی خوش قسمت ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے محلہ میں ٹھہرنے کیلئے تشریف لائے ہیں۔'' بنونجار میں پہنچ کر پھر یہ سوال درپیش تھا کہ آپؐ کس شخص کے ہاں مہمان ٹھہریں۔ قبیلہ کا ہر شخص خواہشمند تھا کہ اسی کو یہ فخر حاصل ہو، بلکہ بعض لوگ تو جوش محبت میں آپؐ کی اونٹنی کی باگوں پر ہاتھ ڈال دیتے تھے۔ اس حالت کو دیکھ کر آپؐ نے فرمایا ''میری اونٹنی کو چھوڑ دو کہ یہ اس وقت مامور ہے۔'' یعنی جہاں خدا کا منشاء ہوگا وہاں یہ خود بیٹھ جائے گی اور یہ کہتے ہوئے آپؐ نے بھی اس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں۔ اونٹنی آگے بڑھی اور تھوڑی دور خراماں خراماں چلتی ہوئی جب اس جگہ میں پہنچی جہاں بعد میں مسجد نبویؐ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرات تعمیر ہوئے اور جو اس وقت مدینہ کے دو بچوں کی افتادہ زمین تھی تو بیٹھ گئی، لیکن فوراً ہی پھر اٹھی اور آگے کی طرف چلنے لگی۔ مگر چند قدم چل کر پھر لوٹ آئی اور اسی جگہ جہاں پہلے بیٹھی تھی دوبارہ بیٹھ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هٰذَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ یعنی معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی منشاء میں یہی ہماری قیام گاہ ہے۔ اور پھر خدا سے دعا مانگتے ہوئے اونٹنی سے نیچے اتر آئے اور دریافت فرمایا کہ اپنے آدمیوں میں سے یہاں سے قریب ترین گھر کس کا ہے ابوایوب انصاری فوراً لپک کر آگے ہوگئے اور عرض کیا ''یارسول اللہ! میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے۔ تشریف لے چلئے۔'' آپؐ نے فرمایا ''اچھا جاؤ اور ہمارے لئے کوئی ٹھہرنے کی جگہ تیار کرو۔''

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ صفحہ 264 تا 268، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(789) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی رحیم بخش صاحب ساکن تلونڈی ضلع گورداسپور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام امرتسر براہین احمدیہ کی طباعت دیکھنے کیلئے تشریف لے گئے۔ تو کتاب کی طباعت کے دیکھنے کے بعد مجھے فرمایا میاں رحیم بخش چلو سیر کرآئیں۔ جب آپ باغ کی سیر کر رہے تھے تو خاکسار نے عرض کیا کہ حضرت آپ سیر کرتے ہیں۔ ولی لوگ تو سُنا ہے شب و روز عبادتِ الٰہی کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ولی اللہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک مجاہدہ کش جیسے حضرت باوا فرید شکر گنج اور دوسرے محدّث جیسے ابوالحسن خرقانی۔ محمد اکرم ملتانی۔ مجدّد الف ثانی وغیرہ۔ یہ دوسری قسم کے ولی بڑے مرتبہ کے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے بکثرت کلام کرتا ہے۔ مَیں بھی ان میں سے ہوں اور آپ کا اس وقت محدثیّت کا دعویٰ تھا اور فرماتے تھے کہ محدّث بھی ایک طرح نبی ہوتا ہے۔ اس کی وحی بھی مثل وحی نبی کے ہوتی ہے اور آیت وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ وَّلَا نَبِىٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلۡقَى الشَّيۡطٰنُ فِىۡۤ اُمۡنِيَّتِهٖ (الحج:53) الخ میں نبی کے ساتھ ایک قراءت میں محدث کا لفظ بھی آیا ہے اور اس کی وحی محفوظ ہوتی ہے۔ الغرض جب آپ کی یہ کلام خاکسار نے سُنی تو عرض کیا کہ آپ میری بیعت لے لیں۔ آپ اس وقت بیعت نہ لیتے تھے۔ فرمایا کہ بیعت تو دلی اعتقاد کا نام ہے۔ اگر تمہارا دلی اعتقاد اور پورا ایمان ہے تو تم بیعت میں ہو۔ غرض خاکسار تو اس وقت سے ہی آپ کی بیعت میں تھا۔ پھر جب حضور سے اجازت لے کر طالب علمی کے واسطے ہندوستان گیا اور ایک مدت تک وہاں رہا اور جب کانپور سے آکر دہلی طب پڑھتا تھا تو حضور دہلی تشریف لے گئے۔ اس وقت میرا آپ پر یہی اعتقاد رہا۔ پھر جب مَیں پنجاب میں آیا۔ تو اپنے والد کو جو بوڑھے تھے۔ بیعت میں داخل کروایا اور بیوی و دیگر رشتہ داروں کی بیعت بھی کروائی اور آپ کے ہر الہام و وحی پر میرا ایمان تھا کہ وہ صادق ہے۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے آپ کو مرتبہ نبوت ملا تھا تاکہ خدمت قرآن اور احیاء اسلام آپ کے ہاتھ سے ہو اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ جو کچھ آپ کا دعویٰ تھا وہ سچ ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی رحیم بخش صاحب اب کچھ عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں۔ انکا گاؤں تلونڈی جھنگلاں قادیان سے چار میل کے فاصلہ پر جانب غرب واقع ہے اور خدا کے فضل سے اس گاؤں کا بیشتر حصہ احمدی ہے۔

(790) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک عرب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا افریقہ کے بندروں کے اور افریقن لوگوں کے لغو قصے سُنانے لگا۔ حضرت صاحب بیٹھے ہوئے ہنستے رہے۔ آپ نہ تو کبیدہ خاطر ہوئے اور نہ ہی اس کو ان لغو قصوں کے بیان کرنے سے روکا کہ میرا وقت ضائع ہو رہا ہے بلکہ اسکی دلجوئی کیلئے اخیر وقت تک خندہ پیشانی سے سنتے رہے۔

(791) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایام جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت کچھ علیل تھی۔ مگر جب آپ نے سیر فرماتے وقت دیکھا کہ بہت سے لوگ آگئے ہیں اور سننے کی خواہش سے آئے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ چونکہ دوست سننے کی نیت سے آئے ہیں۔ اس لئے اب اگر کچھ بیان نہ کروں تو گناہ ہوگا۔ لہٰذا آج کچھ بیان کرونگا اور فرمایا لوگوں میں اطلاع کردیں۔

(792) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہم اپنے گاؤں میں دو شخص احمدی ہیں۔ کیا ہم جمعہ پڑھ لیا کریں۔ حضور نے مولوی محمد احسن صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کیوں مولوی صاحب؟ اس پر مولوی صاحب نے کہا جمعہ کیلئے جماعت شرط ہے اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دو شخص بھی جماعت ہیں۔ لہٰذا جائز ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا کہ فقہاء نے کم از کم تین آدمی لکھے ہیں۔ آپ جمعہ پڑھ لیا کریں اور تیسرا آدمی اپنے بیوی و بچوں میں سے شامل کرلیا کریں۔

(793) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ماسٹر عبد الرحمن صاحب بی.اے نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں شاہ نشین پر رونق افروز تھے۔ مَیں نے عرض کی کہ بعض لوگوں نے میرے سامنے اعتراض کیا تھا کہ پنڈت لیکھرام اور عبداللہ آتھم کی پیشگوئیاں خدا کی طرف سے نہیں تھیں بلکہ انسانی دماغ اور منصوبہ کا نتیجہ تھیں۔

میں نے انہیں یہ جواب دیا کہ اگر یہ پیشگوئیاں ظاہری عوارض اور کمزوریوں کی بناء پر ہوتیں تو حضور اس طرح پیشگوئی کرتے کہ لیکھرام جو جوان اور مضبوط اور تندرست انسان ہے اگر یہ رجوع کرلے تو بچایا جائے گا اور یہ کہ عبداللہ آتھم جو بوڑھا اور عمر رسیدہ ہے یہ بہر حال مرے گا۔ مگر حضور نے ایسا نہیں کیا بلکہ ان عوارض ظاہری اور تقاضائے عمر کے اثرات کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ پیشگوئی کی کہ لیکھرام اگرچہ نوجوان اور مضبوط ہے مگر وہ مر جائیگا اور عبداللہ آتھم اگرچہ بوڑھا ہے لیکن وہ اگر رجوع کر لے تو بچایا جائے گا۔ اس پر حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ واقعی یہ اچھا استدلال ہے پھر فرمایا کہ دراصل پیشگوئی کے اعلان کے بعد عبداللہ آتھم نے جلسہ گاہ مباحثہ میں ہی رجوع کرلیا تھا اور منہ میں انگلی ڈال کر کہا تھا کہ میں نے تو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دجّال نہیں کہا حالانکہ وہ ایسا کہہ چکا تھا۔

(794) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شیخ محمد بخش صاحب بھنگالوی مہاجر نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مارچ 1907ء میں مَیں اور مولوی محمد صاحب آف مزنگ لاہور براستہ بٹالہ قادیان پیدل چل کر آئے تھے چونکہ مولوی محمد صاحب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے بہنوئی اور کڑم (یعنی سمدھی) تھے اس لئے ہم رات کو بٹالہ میں مولوی محمد حسین صاحب کی مسجد میں ٹھہرے۔ مولوی محمد حسین صاحب ہمیں شام کو مسجد میں ملے اور کہا کہ صبح مل کر جانا کیونکہ مَیں نے ایک دو پیغام مرزا صاحب کو بھیجنے ہیں۔ مگر ہم کو نہ تو روٹی کیلئے پوچھا اور نہ ہی رات کو سونے کیلئے کہا۔ چنانچہ ہم شیخ نبی بخش صاحب ٹھیکیدار کے ہاں رات کو ٹھہرے اور صبح بعد نماز فجر جب ہم قادیان کو روانہ ہونے لگے تو اس وقت مولوی محمد حسین صاحب قادیان والے راستہ کے موڑ تک جو بٹالہ کے بوچڑ خانہ کے نزدیک ہے ہمیں آکر ملے اور ہمیں یہ دو پیغام دیئے۔

(1) مرزا صاحب کو کہہ دینا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔

(2) ایم عبدالرشید کو مرزا صاحب کہہ دیں کہ ان کے والد صاحب کو جو روپیہ میرے پاس جمع ہے وہ حساب کر کے اپنے حصہ کا روپیہ لے لیویں۔ باقی جب اسکے بھائی بالغ ہوں گے تو وہ اپنے اپنے حصہ کا روپیہ لے لیویں گے۔

ہم بروز جمعہ حضرت صاحب سے بعد نماز جمعہ مسجد مبارک میں ملے اور بعد مصافحہ ہر دو پیغام حضور کی خدمت میں عرض کر دیئے۔ پہلے پیغام کا جواب حضرت صاحب نے یہ دیا کہ امید نہیں کہ اب مولوی محمد حسین صاحب کے گھر لڑکا پیدا ہو۔ اگر ہو بھی جائے تو میری اور ان کی مثال ایسی ہوگی جیسے کہ ایک بادشاہ ہو جس کے پاس بڑا خزانہ ہو اور ایک شخص کے پاس صرف ایک پیسہ ہو۔ چونکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالہ کی اہلیہ ان دنوں اپنی لڑکی کے پاس مولوی محمد صاحب کے گھر مزنگ گئی ہوئی تھی تو تخمیناً عرصہ ایک ماہ کے بعد مولوی محمد صاحب نے مزنگ سے مجھے خط لکھا کہ مولوی محمد حسین صاحب کے گھر لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ یعنی جو پیشگوئی لڑکے کی تھی وہ غلط نکلی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی محمد صاحب اب فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے لڑکے شیخ عبدالعزیز صاحب مشہور شخص ہیں جو حکومت پنجاب کے ماتحت پریس برانچ کے انچارج رہے ہیں۔ مگر احمدی نہیں ہوئے اور شیخ عبدالرشید صاحب والے معاملہ کے متعلق مَیں نے خود شیخ صاحب موصوف سے پوچھا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے معتقد تھے اور آپس میں بہت تعلقات تھے اور میرے والد نے مولوی صاحب کو کچھ روپیہ دے رکھا تھا مگر پھر مولوی صاحب باوجود مطالبہ کے اس روپے کو واپس کرنے میں نہیں آتے تھے اور والد صاحب کی وفات کے بعد مجھے بھی ٹالتے رہے۔ آخر میں نے تو زور دے کر آہستہ آہستہ وصولی کرلی مگر میرے غیر احمدی بھائیوں سے مولوی صاحب نے کہہ کر روپیہ معاف کرالیا۔

(795) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہماری مسجد (یعنی مسجد مبارک) کو اللہ تعالیٰ نے نوح کی کشتی کا مثیل ٹھہرایا ہے۔ سو یہ شکل میں بھی کشتی کی طرح ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اصلی مسجد مبارک کی بالائی منزل کشتی کی طرح ہی تھی یعنی لمبی زیادہ تھی اور چوڑی بہت کم اور اس کے پہلو میں شہ نشین تھا۔ بعد کی توسیع میں وہ قریباً مربع شکل کی بن گئی ہے۔

(797) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ پیر منظور محمدؐ صاحب ان سے بیان کرتے تھے کہ جب لیکھرام کے قتل کی خبر قادیان پہنچی تو اسے سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمانے لگے کہ مسلمانوں کیلئے یہ ایک ابتلاء ہے۔

(798) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طاعون کے ایام میں ایک دوائی تریاق الٰہی تیار کرائی تھی۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے ایک بڑی تھیلی یاقوتوں کی پیش کی۔ وہ بھی سب پسوا کر اس میں ڈلوا دیئے۔ لوگ کوٹتے پیستے تھے۔ آپ اندر جاکر دوائی لاتے اور اس میں ملواتے جاتے تھے۔ کونین کا ایک بڑا ڈبہ لائے اور وہ بھی سب اسی کے اندر الٹا دیا۔ اسی طرح وائینم اپی کاک کی ایک بوتل لاکر ساری الٹ دی۔ غرض دیسی اور انگریزی اتنی دوائیاں ملادیں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ فرمانے لگے کہ طبّی طور پر تو اب اس مجموعہ میں کوئی جان اور اثر نہیں رہا۔ بس روحانی اثر ہی ہے۔ ان دنوں میں جو مریض بھی حضور کے پاس آتا خواہ کسی بیماری کا ہوُ اسے آپ یہی تریاق الٰہی دیدیتے اور جہاں طاعون ہوتی وہاں کے لوگ حفظ ماتقدم کیلئے مانگ کرلے جاتے تھے۔ ایک شخص کے ہاں اولاد نہ تھی اور بہت کچھ طاقت کی کمزوری بھی تھی، اس نے دعا کیلئے عرض کیا۔ آپ نے اُسے تریاق الٰہی بھی دی اور دعا کا وعدہ بھی فرمایا۔ پھر اسکے ہاں اولاد ہوئی۔ اس دوائی کا ایک کنستر بھرا ہوا گھر میں تھا۔ جو سب اسی طرح خرچ ہوا۔ کبھی کسی کو اسکے دینے میں بخل نہ کیا حالانکہ قریباً دو ہزار روپیہ کے تو صرف یاقوت ہی اس میں پڑے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ کنستر مَیں نے بھی دیکھا تھا۔ ایک پورا کنستر تھا جو مُنہ تک بھرا ہوا تھا بلکہ شاید اس سے بھی کچھ دوائی بڑھ رہی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طریق ہوتا تھا کہ علاج میں کسی ایک دوائی پر حصر نہیں کرتے تھے بلکہ متعدد ادویہ ملا دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ معلوم نہیں خدا نے کس میں شفا رکھی ہے بلکہ بعض اوقات فرماتے تھے کہ ایک دوائی سے بعض کمزور لوگوں میں شرک پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہ بھی کہ خدا کا فضل عموماً پردے کے پیچھے سے آتا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک خاص مقام کی بات ہے ورنہ طبّی تحقیق کرنے والوں کیلئے علیحدہ علیحدہ چھان بین بھی ضروری ہوتی ہے تاکہ اشیاء کے خواص معیّن ہوسکیں۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے،

اسکے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اسکی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 118)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ

وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 409)

طالبِ دُعا: نورجہاں بیگم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ کولکاتہ، صوبہ مغربی بنگال)

۞ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے، عورتیں اگر صحیح تربیت کرتی ہیں تو لوگوں کے جنت میں جانے کا باعث بنتی ہیں، عورت کیلئے اس سے بڑی اور کیا بات ہوسکتی ہے ۞ اگر عورت صحیح طور پہ دین پہ قائم ہو اور اپنی اگلی نسل کو بھی سنبھالنے والی ہو اور گھروں کی حفاظت کرنے والی بھی ہو تو یہ مقام ایسا ہے کہ پھر اسکا اور کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا ۞ واقفات نو کا اچھا اخلاق باقی سب کیلئے ایک نمونہ ہونا چاہئے، ہمیشہ اپنی سہیلیوں سے نہایت اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں، انہیں بتائیں کہ مَیں ایک واقفہ نو ہوں اس لئے مَیں خوش اخلاق ہوں اور اچھے کام کرنے کی تلاش میں رہتی ہوں ۞ دینی معاملات میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو اور دنیاوی معاملات میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو تب صحیح شکر گزاری کی عادت پڑے گی ۞ پڑھائی کرکے، علم حاصل کرکے زیادہ سے زیادہ اپنی زندگی کو بہتر کریں تا کہ پھر آپ اگلی نسلوں کی بھی صحیح طرح تربیت کرسکیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفاتِ نو بنگلہ دیش کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی واقفات کو زرّیں نصائح

مورخہ 31/جنوری 2021ء کو بنگلہ دیش کی 130 سے زائد واقفات نو کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آن لائن ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ حضور انور اس ملاقات کیلئے اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں رونق افروز ہوئے جبکہ ممبرات واقفات نو بنگلہ دیش نے دار التبلیغ مسجد (نیشنل ہیڈ کوارٹرز) ڈھاکہ سے آن لائن شرکت کی۔ اس ملاقات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، جس کے بعد ایک نظم پڑھی گئی۔ پھر ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیش کی گئی۔ بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات میں سے کچھ پیش کیا گیا۔ 55 منٹ پر مشتمل اس ملاقات میں، واقفات نو کو یہ موقع ملا کہ وہ حضورِ انور سے سوالات پوچھ سکیں۔

☆ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ ایک خاتون کونسا روحانی درجہ حاصل کرسکتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ عورتیں روحانیت میں نبی کے علاوہ مقام حاصل کرسکتی ہیں۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ صدیق بھی ہوسکتی ہیں، شہید بھی ہوسکتی ہیں، صالحات بھی ہوسکتی ہیں۔ تو باقی جو روحانی مقام ہیں عورت کو وہ مل سکتے ہیں۔ وہ قانتات، صالحات سب کچھ ہوسکتی ہیں اور اسکے علاوہ اگر نیکیوں پہ قائم ہیں تو گھروں کی حفاظت کرکے وہ بہت بہتر مقام پاسکتی ہیں آخر انہی کی گود میں سے نبی ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ تو یہ عورتیں جو ہیں ان کا مقام تو یہ ہے کہ وہ اگر صحیح تربیت کرتی ہیں تو لوگوں کے جنت میں جانے کا باعث بن رہی ہیں اس سے بڑی اور کیا بات ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ جنت باپ کے قدموں کے نیچے ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ماں کا بہت اونچا مقام ہے۔ عورت کا مقام بہت بلند ہے اس لیے اگر عورت صحیح طور پہ دین پہ قائم ہو اور اپنی اگلی نسل کو بھی سنبھالنے والی ہو اور گھروں کی حفاظت کرنے والی بھی ہو تو یہ مقام جو ہے ایسا ہے کہ پھر اس کا اور کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

☆ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ ہمارے پڑوسی غیر احمدی ہیں جب ان کے گھر وفات ہوتی ہے تو وہ چالیسواں کی رسم کے تحت ہم سب کو دعوت دیتے ہیں کیا ایسی دعوت ہم قبول کرسکتے ہیں۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ یہ رسمیں ہیں ناں ان کو avoid ہی کرنا چاہیے۔ افسوس کرنے کیلئے جائیں لیکن تیسرے پہ، دسویں پہ، چالیسویں پہ اس قسم کی رسموں میں نہیں پڑنا چاہیے۔ ہاں آگے پیچھے چلے جائیں۔ اگر تعلقات ٹھیک رکھنے کیلئے اسی دن افسوس کرنے کیلئے جانا بھی ہے تو چلے جائیں لیکن ضروری نہیں ہے کہ کھانا کھانے کیلئے اس رسم پہ جائیں۔ اس سے پھر بدعات پھیلتی ہیں۔ یہاں تھوڑی سی جرأت دکھانی چاہیے۔ افسوس کرو، ان سے ہمدردی کرو، ان کے پاس، جاؤ عام دنوں میں بھی جاؤ لیکن کھانا کھانے کیلئے جانے کیلئے avoid کرو۔ یہ رسمیں نہ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں نہ آپ کے صحابہ نے کیں۔ یہ بعد میں لوگوں نے بدعتیں پیدا کر لی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان بدعات کو ختم کرنے کیلئے آئے تھے جو پیدا ہوگئی ہیں۔ اس لیے ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیے کہ جس حد تک avoid کرسکتے ہیں کریں۔

☆ایک واقفہ نو نے حضور انور کی خدمت میں یہ سوال عرض کیا کہ خلافت کے انتخاب کیلئے جب آپ جانے والے تھے تو اس سے پہلے کیا آپ نے خلافت کے بارے میں کوئی خواب دیکھی تھی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ نہیں میں نے کوئی خواب نہیں دیکھی تھی نہ پہلے نہ بعد میں۔ ہاں لوگوں نے دیکھی ہوئی تھیں۔ جنہوں نے ووٹ کا حق استعمال کیا تھا انہوں نے خوابیں دیکھی ہوئی تھیں یا بعضوں کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی ڈال دیا تھا، خواب نہیں دیکھی ہوئی تھی یا بعضوں کو اس موقع کے اوپر دل میں اللہ تعالیٰ نے ڈال دیا لیکن میں نے کوئی خواب نہیں دیکھی تھی۔ اور نہ ہی میں کبھی سوچ سکتا تھا اس مقام پہ پہنچنے کیلئے۔

☆ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ وہ چھوٹی عمر سے ہی ایک اچھی واقفہ نو کیسے بن سکتی ہے؟

اس کے جواب میں حضور انور نے توجہ دلائی کہ جب وہ سات سال کی عمر کو پہنچے تو پنجوقتہ نماز ادا کرے اور روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرے۔ پھر بچوں کو اپنے والدین کی بات ماننی چاہیے اور واقفات نو کا اچھا اخلاق باقی سب کیلئے ایک نمونہ ہونا چاہیے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں کہ آپ ایک واقفہ نو ہیں۔ آپ کو اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا ہوگا اور ہمیشہ اپنی سہیلیوں سے اور ساتھ پڑھنے والیوں سے نرمی اور خوش اخلاقی سے بات کریں اور نہایت اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں تا کہ جو کوئی بھی آپ کو جانتا ہے وہ یہ گواہی دے سکے کہ آپ نہایت خوش اخلاق اور خوش کردار ہیں۔ پھر آپ انہیں بتائیں کہ میں ایک واقفہ نو ہوں اس لیے میں خوش اخلاق ہوں اور اچھے کام کرنے کی تلاش میں رہتی ہوں۔

☆ایک واقفہ نو نے پوچھا کہ ایک آدمی کس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرسکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جب الحمد للہ پڑھیں تو اس وقت جو اللہ تعالیٰ نے فضل آپ پہ کیے ہیں ان کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ اور اگر کبھی تھوڑی سی مشکلات بھی پیدا ہو جائیں تو اس کو برداشت کرنے کی عادت ڈالیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اور بہت سارے فضل کیے ہوئے ہیں، ان فضلوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ تھا اسکے پاس کہیں سے کوئی خربوزے کی قسم کا پھل آیا۔ اس نے کاٹ کے اپنے ایک درباری کو دیا اور اس نے اس کو کھایا اور ماشاء اللہ ماشاء اللہ کرکے کھا گیا لیکن وہ بہت کڑوا پھل تھا۔ بادشاہ نے اس کو دیکھ کے کہ یہ تو بڑی تعریفیں کر رہا ہے۔ مَیں بھی کھا کے دیکھوں۔ جب اس نے ایک قاش کھا کے دیکھا تو کڑوی تھی۔ اس نے کہا تم کیا تعریفیں کر رہے ہو یہ تو بڑا سخت کڑوا اور بدمزہ چیز ہے تو اس نے کہا کہ اب تک آپ نے مجھے اچھی اچھی چیزیں دیں۔ بے شمار چیزیں دیں اور مجھ پر بڑے احسان کیے۔ اگر آج مجھے کوئی کڑوی چیز کھلا دی تو اسکا میں ناشکر گزار نہیں بننا چاہتا کہ ناشکر گزاری کروں اور اسکو کڑوا کڑوا کہہ کے تھوتھو کر دوں۔ تو یہ سوچ ہونی چاہیے انسان کی شکر گزاری کی۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ اسی لیے ایک حدیث میں آیا ہے کہ انسان کو جو دنیاوی معاملات ہیں اس میں ہمیشہ اپنے سے نیچے کو دیکھنا چاہیے۔ بجائے اسکے کہ آپ یہ دیکھیں کہ فلاں آدمی کے پاس بڑا پیسہ ہے اور وہ لڑکی یا عورت بازار سے جو چاہتی ہے خرید لاتی ہے اور پھر تم اسکے اوپر کڑھنا اور جلنا شروع کر دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ شکر گزاری یہ ہے کہ تم یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہت سے لوگوں سے بہتر بنایا ہے۔ بنگلہ دیش میں بھی بہت سارے لوگ ہیں جو رات کو بھوکے سوتے ہیں۔ کھانا کھاتے ہوئے شکر گزاری کریں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کھانا دیا۔ اسی طرح دنیاوی معاملات میں اپنے سے نیچے کو دیکھیں کہ میں ان سے بہتر ہوں اور پھر اللہ کی حمد کریں اور شکر کریں لیکن آپ نے فرمایا کہ جو دینی معاملات ہیں اس میں سے اپنے سے اوپر والے کو دیکھو اور پھر کوشش کرو کہ تم بھی اس جیسے بنو یا اس سے بہتر بنو۔ پس دینی معاملات میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو اور دنیاوی معاملات میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو تب صحیح شکر گزاری کی عادت پڑے گی۔

☆ایک واقفہ نو نے حضور انور سے سوال کیا کہ آپ بچپن میں کیسے پڑھائی کرتے تھے اور تب آپ کا مقصد کیا تھا یعنی آپ بڑے ہو کر کیا بننا چاہتے تھے اور ہمارے لیے آپ کی ہدایت کیا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کیلئے ہدایت یہ ہے کہ آپ اچھی اسٹوڈنٹ بنیں۔ آج کل پڑھائی کے بغیر گزارا نہیں ہوسکتا اور واقفہ نو ہیں، آپ لوگوں نے وقف کیا ہوا ہے اس لیے بچپن سے جماعت کا اچھا asset بننے کی، اچھا سرمایہ بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس لیے پڑھائی کرکے، علم حاصل کرکے زیادہ سے زیادہ اپنی زندگی کو بہتر کریں تا کہ پھر آگے اگلی نسلوں کی بھی صحیح طرح تربیت کر سکیں اور حفاظت کرسکیں۔ حضور انور نے مزید فرمایا کہ جب میں نوجوان تھا تو میرے بہت سے خواب تھے۔ کبھی میں کچھ بننا چاہتا تھا، کبھی کسی اَور چیز کی طرف توجہ چلی جاتی تھی۔ بالآخر کیونکہ میرا شوق زراعت کی طرف تھا تو اس میں ایک ڈگری حاصل کرلی اور پھر جماعت کی خاطر اپنی زندگی وقف کر دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق دی۔ بہرحال یہ جو وقفِ زندگی کی خواہش تھی یہ بچپن سے میرے دل میں تھی جو اللہ کے فضل سے پوری ہوگئی۔

میری آپ سب کو یہی نصیحت ہے کہ چونکہ آپ سب نے زندگی وقف کی ہوئی ہے، آپ کو محنت سے کام کرنا چاہیے، خوب محنت سے پڑھائی کریں اور پڑھائی میں اونچے مقام کو حاصل کریں۔ گو بعد میں آپ کو ملازمت نہ کرنی ہو، آپ اپنی تعلیم سے فائدہ اٹھائیں گی اور آئندہ نسلوں کی تعلیم و تربیت کیلئے اسے استعمال کریں گی۔

☆ایک واقفہ نو ماں نے اپنے بچوں کی پرورش کے حوالہ سے مشکلات کا ذکر کیا کہ چھوٹا بچہ ہونے کی وجہ سے وہ اکثر تھک جاتی ہے اور غصہ میں آجاتی ہے اور اس حوالہ سے حضور انور سے راہنمائی طلب کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگرچہ یہ آپ کو مشکل لگتا ہے، آپ کو اپنے بچے پر غصہ کا اظہار نہیں کرنا چاہیے اور نہ اس پر غصہ کرنا چاہیے۔ بلکہ آپ کو اس کو بتانا چاہیے کہ آپ تھک گئی ہیں اور کچھ آرام کرنا چاہتی ہیں اور یہ یقین دلانا چاہیے کہ آپ آرام کرنے کے بعد اس کے ساتھ کھیلیں گی۔ بچے بالعموم بہت ذہین ہوتے ہیں اور بہت جلد بات سمجھ جاتے ہیں۔ آپ کو اس بچی کو یہ بھی بتانا چاہیے کہ آپ تھک گئی ہیں اور اسے آپ کی ٹانگیں دبانی چاہئیں یا سر دبانا چاہیے اور پھر بچی اس کام کو شوق سے کرنے میں مشغول ہو جائے گی۔ اس طرح آپ اپنی بچی کی راہنمائی کرسکتی ہیں اور اس کی تربیت بھی لیکن غصہ کا اظہار نہ کریں، چیخیں نہیں اور ان سے کوئی منفی بات نہ کریں۔ اسی والدہ نے حضور انور سے پوچھا کہ وہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کیلئے کونسی دعا پڑھا کرے تو حضور انور نے فرمایا کہ درود شریف پڑھا کریں۔

☆ایک اور سوال یہ ہوا کہ حضور انور کے دور خلافت میں جماعت پر ہونے والے ظلم و تعدی اور مشکلات کے دوران، خدا تعالیٰ کے علاوہ کیا کسی دوسرے نے بھی کبھی حضور انور کو emotional Support دی ہے یا اس کا ذریعہ بنا ہے۔

اسکے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے، یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ میری نصرت فرماتا ہے اور کسی دوسرے میں میری مدد کرنے کی ہمت نہیں ہے۔

اس ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ حافظ و ناصر ہو۔ آپ سب کو حفظ و امان میں رکھے اور واقفات نو جو ہیں یہ اپنا مقصد پورا کرنے والی ہوں، اپنے وقف کو نبھانے والی ہوں اور آئندہ نسل کو سنبھالنے والی ہوں اور ایک مخلص اور نیک نسل احمدیت کی ان کے ذریعہ سے دنیا میں پیدا ہو اور بنگلہ دیش میں احمدیت کی تبلیغ کرنے والے اور احمدیت کو پھیلانے والے بنیں اور مولویوں سے آپ لوگوں کو جلد چھٹکارا ہو جائے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 5/اکتوبر 2021)

آنحضورصلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفائے راشدین نے کبھی کسی عورت کو مردوں کا امام مقرر نہیں فرمایا

پس نفل نماز ہو یا فرض، اگر کسی جگہ پر مرد اور عورتیں دونوں موجود ہوں تو نماز باجماعت کی صورت میں نماز کا امام مرد ہی ہوگا

جنت میں مختلف مدارج پانے والے جنتیوں کی مستقل رہائش کا الگ الگ ہونا اور بات ہے اور ان مختلف مدارج والوں کا آپس میں ملنا جلنا الگ چیز ہے

جہاں تک مختلف درجات والے جنتیوں کے آپس میں ملنے جلنے کا معاملہ ہے تو قرآن وحدیث میں

جنت کے مختلف مقام اور مدارج کا تو ذکر ہوا ہے لیکن جنت کے ان مختلف مقام اور مدارج میں رہنے والوں کے آپس میں ملنے جلنے میں کسی روک ٹوک کا کوئی ذکر نہیں آیا

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:40)

سوال قرآن کریم کی حافظہ ایک بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بذریعہ خط استفسار کیا کہ میرے والد صاحب میری اقتدا میں نماز تراویح ادا کر سکتے ہیں؟ اور اگر نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کا آغاز کرنا ہو تو کیا پہلی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد دوبارہ سورت فاتحہ پڑھنے کے بعد سورت البقرہ کی قرأت شروع کی جائے گی؟ نیز یہ کہ جہری نمازوں میں سورتوں کی قراءت سے قبل بسم اللہ بھی اونچی آواز میں پڑھنی چاہیے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 25/ جولائی 2021ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب اسلام نے نماز باجماعت کی فرضیت صرف مردوں پر عائد فرمائی ہے اور عورتوں کا باجماعت نماز ادا کرنا محض نفلی حیثیت قرار دیا ہے۔ اس لیے مردوں کی موجودگی میں کوئی عورت نماز باجماعت میں ان کی امام نہیں بن سکتی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے بعد خلفائے راشدین نے کبھی کسی عورت کو مردوں کا امام مقرر نہیں فرمایا۔ اسی طرح اس زمانے کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جب کبھی کسی علالت کی وجہ سے گھر پر نماز ادا فرماتے تو باوجود علالت کے نماز کی امامت خود کراتے۔ پس نفل نماز ہو یا فرض، اگر کسی جگہ پر مرد اور عورتیں دونوں موجود ہوں تو نماز باجماعت کی صورت میں نماز کا امام مرد ہی ہوگا۔

(2) نماز کے دوران قرآن کریم کی تلاوت آغاز سے شروع کرتے وقت بھی طریق یہی ہے کہ نماز میں پڑھی جانے والی سورت فاتحہ پڑھنے کے بعد سورت البقرہ کی تلاوت شروع کی جائے گی، دوبارہ سورت فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔ البتہ فقہاء نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ قرآن کریم ختم کرنے کی صورت میں اگر کوئی شخص نماز میں سورت الناس کے بعد دوبارہ قرآن کریم کا کچھ ابتدائی حصہ پڑھنا چاہے تو وہ سورت فاتحہ سے آغاز کر سکتا ہے اور اس کے بعد سورت البقرہ کا بھی کچھ حصہ پڑھ سکتا ہے، اس میں کچھ حرج کی بات نہیں لیکن ابتدا میں سورت فاتحہ کا تکرار بعض فقہاء کے نزدیک موجب سجدہ سہو ہے۔

(3) نماز میں سورت کی تلاوت شروع کرنے سے قبل بسم اللہ بلند آواز میں پڑھنا یا آہستہ پڑھنا ہر دو طریق درست اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں۔ چنانچہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سب کے پیچھے نماز پڑھی ہے لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی میں نے بسم اللہ بالجہر پڑھتے نہیں سنا۔ (صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب حجۃ من قال لا یجھر بالبسملۃ) نعیم بن المجمر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کی امامت میں نماز پڑھی، انہوں نے بسم اللہ اونچی آواز میں تلاوت کی پھر سورت فاتحہ پڑھی۔ پھر جب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پر پہنچے تو انہوں نے آمین کہی تو لوگوں نے بھی آمین کہی۔ جب آپ سجدہ میں جاتے تو اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہتے اور جب دو رکعت پڑھ کر اٹھتے تو اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہتے۔ پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ مَیں نماز کے معاملہ میں تم میں سے سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے مشابہ ہوں۔ (یعنی میری نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے مشابہ ہے) (سنن نسائی کتاب الافتتاح باب قرأۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہراً پڑھا کرتے تھے۔ (المستدرک للحاکم کتاب الامامۃ و صلاۃ الجماعۃ باب التامین)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”بسم اللہ جہراً اور آہستہ پڑھنا ہر دو طرح جائز ہے۔ ہمارے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب (اللّٰھم اغفرہ وارحمہ) جوشیلی طبیعت رکھتے تھے۔ بسم اللہ جہراً پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحبؑ جہراً نہ پڑھتے تھے۔ ایسا ہی میں بھی آہستہ پڑھتا ہوں۔ صحابہ میں ہر دو قسم کے گروہ ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کسی طرح کوئی پڑھے اس پر جھگڑا نہ کرو۔ ایسا ہی آمین کا معاملہ ہے ہر دو طرح جائز ہے۔ بعض جگہ یہود اور عیسائیوں کو مسلمانوں کا آمین پڑھنا بُرا لگتا تھا تو صحابہ خوب اونچی پڑھتے تھے۔ مجھے ہر دو طرح مزا آتا ہے۔ کوئی اونچا پڑھے یا آہستہ پڑھے۔“

(بدر نمبر 32 جلد 11، 23/ مئی 1912ء صفحہ 3)

حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ روایت کرتے ہیں: ”میں نے حضرت صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بالجہر کہتے نہیں سنا اور نہ کبھی بسم اللہ بالجہر پڑھتے سنا ہے۔

خاکسار [حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ] عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق عمل وہی تھا جو میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا لیکن ہم احمدیوں میں حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی اور آپ کے بعد بھی یہ طریق عمل رہا ہے کہ ان باتوں میں کوئی ایک دوسرے پر گرفت نہیں کرتا بعض آمین بالجہر کہتے ہیں بعض نہیں کہتے بعض رفع یدین کرتے ہیں اکثر نہیں کرتے بعض بسم اللہ بالجہر پڑھتے ہیں اکثر نہیں پڑھتے اور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ دراصل یہ تمام طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں مگر جس طریق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کثرت کے ساتھ عمل کیا وہ وہی طریق ہے جس پر خود حضرت صاحب کا عمل تھا۔“

(سیرۃ المہدی، جلد اول، صفحہ 147، 148 روایت نمبر 154، مطبوعہ فروری 2008ء)

سوال ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے استفسار کیا کہ اللہ تعالیٰ کو طاق نمبر کیوں پسند ہے؟ (2) اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے قرآن مجید میں مذکر کا صیغہ کیوں استعمال کیا ہے؟ (3) کیا یہ بات درست ہے کہ جنت میں اعلیٰ مقام والے لوگ اپنے سے کم مقام والوں کو تو مل سکیں گے، لیکن کم درجہ والے اعلیٰ درجہ والوں سے نہیں مل سکیں گے؟ (4) ایک دہریہ کو کیسے سمجھایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالآخر انسانوں کو معاف کر کے جنت میں لے جانا ہے؟

جواب آپ کے پہلے سوال کا جواب تو حدیث میں بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ خود ایک ہے اور ایک کا ہندسہ طاق ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کو طاق پسند ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا إِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ یقیناً وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار بَاب فِي أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى وَفَضْلِ مَنْ أَحْصَاهَا) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ قانون نظر آتا ہے کہ وہ طاق چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ طاق چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ خود بھی ایک ہے اور دوسری اشیاء کے متعلق بھی وہ یہی پسند کرتا ہے کہ وہ طاق ہوں۔ چنانچہ یہ حکمت ہمیں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ مگر یہ ایک الگ اور وسیع مضمون ہے جس کو اس وقت بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تمام قانون قدرت میں اللہ تعالیٰ نے طاق کو قائم رکھا ہے اور اسکے ہر قانون پر طاق حاوی ہے۔ قرآن کریم کے محاوروں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاوروں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سات کے عدد کو تکمیل کے ساتھ خاص طور پر تعلق ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو سات دن میں بنایا۔ اسی طرح انسان کی روحانی ترقیات کے سات زمانے ہیں۔ پھر آسمانوں کیلئے بھی قرآن کریم میں سَبْعَ سَمٰوٰت کے الفاظ آتے ہیں اور یہ طاق کا عدد ہے۔ تو طاق کا عدد اللہ تعالیٰ کے حضور خاص حکمت رکھتا ہے اور اس کا مظاہرہ ہم تمام قانون قدرت میں دیکھتے ہیں۔“ (روز نامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 7/ اپریل 1939ء صفحہ 5)

(2) دنیا کی مختلف زبانوں میں مذکر اور مؤنث کے صیغے انسانوں میں جنسی فرق کرنے کیلئے بولے جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے اور اس قسم کی تقسیم سے منزہ ہے۔ ہاں خدا تعالیٰ نے ہمیں سمجھانے کیلئے اپنے متعلق خود کچھ باتیں بیان فرمائی ہیں لیکن وہ سب استعارہ کے رنگ میں ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ نہ مرد ہے اور نہ عورت اور وہ ہر قسم کی جنس سے پاک ہے۔ اسی طرح دنیا کے تقریباً تمام معاشروں میں عورت کو مرد کی نسبت کمزور سمجھا جاتا ہے۔ اسلام کی بعثت کے وقت عرب میں بھی یہی تصور پایا جاتا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم میں کفار کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنے لیے تو بیٹے چنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں چنی ہیں۔ یعنی وہ فرشتوں کو مؤنث کے صیغے سے پکارتے تھے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق فرماتا ہے کہ یہ بہت ہی بُری تقسیم ہے جو وہ کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا: اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى۔ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى (النجم:22، 23) یعنی کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہیں اور اس کیلئے بیٹیاں ہیں؟ تب تو یہ ایک بہت ناقص تقسیم ٹھہری۔ پس آغاز آفرینش سے ہی مؤنث کو کمزور اور مذکر کو اعلیٰ اور طاقتور سمجھا جاتا ہے۔ عربی زبان میں بھی مذکر کا صیغہ کامل قوت اور قدرت والے پر دلالت کرتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ جو تمام قوتوں کا سرچشمہ اور ورا الوراء طاقتوں کا مالک ہے اس نے اپنے لیے وہ صیغہ استعمال فرمایا ہے جو انسانوں کی نظر میں بھی اس کی ذات کے قریب ترین قرار پاتا ہے۔ ورنہ قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں جو تشبیہات بیان ہوئی ہیں وہ سب استعارہ کے طور پر ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ہستی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ کی مصداق ہے جیسا کہ

فرمایا: فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (الشوریٰ: 12) یعنی وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے ساتھی بنائے ہیں اور چار پایوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں اور اس طرح وہ تم کو زمین میں بڑھاتا ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ بہت سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’خداشناسی کے بارے میں وسط کی شناخت یہ ہے کہ خدا کی صفات بیان کرنے میں نہ تو نفی صفات کے پہلو کی طرف جھک جائے اور نہ خدا کو جسمانی چیزوں کا مشابہ قرار دے۔ یہی طریق قرآن شریف نے صفات باری تعالیٰ میں اختیار کیا ہے چنانچہ وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ خدا سنتا، جانتا، بولتا، کلام کرتا ہے اور پھر مخلوق کی مشابہت سے بچانے کیلئے یہ بھی فرماتا ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ...... یعنی خدا کی ذات اور صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 376، 377) پھر فرمایا: ’’ازل سے اور قدیم سے خدا میں دو صفتیں ہیں۔ ایک صفت تشبیہی دوسری صفت تنزیہی۔ اور چونکہ خدا کے کلام میں دونوں صفات کا بیان کرنا ضروری تھا یعنی ایک تشبیہی صفت اور دوسری تنزیہی صفت اِس لئے خدا نے تشبیہی صفات کے اظہار کیلئے اپنے ہاتھ آنکھ محبت غضب وغیرہ صفات قرآن شریف میں بیان فرمائے اور پھر جب کہ احتمال تشبیہ کا پیدا ہوا تو بعض جگہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ کہہ دیا۔‘‘
(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 277)

(3) قرآن کریم میں اہل جنت اور اہل جہنم کا جہاں ذکر کیا گیا ہے، وہاں ان دونوں کے درمیان ایک روک کے حائل ہونے کا ذکر بھی کیا گیا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جنتی اور جہنمی ایک دوسرے سے نہیں مل سکیں گے لیکن اسی جگہ پر ان کے ایک دوسرے کو دیکھ سکنے کا ذکر آیا ہے۔ جس کا بظاہر یہ مقصد نظر آتا ہے کہ تا جنتی جہنمیوں کو دیکھ کر اپنے رب کے احسانات کے شکر گزار ہوں جس نے انہیں راہ راست پر قائم رکھا اور جنت کی ان نعمتوں کا وارث بنایا۔ اور جہنمی جنتیوں کو ملنے والی نعماء کو حسرت بھری نظروں سے دیکھ کر دنیا میں کیے گئے اپنے بُرے اعمال پر کف افسوس ملیں۔ چنانچہ سورۃ الاعراف آیت 41 تا 51 میں اس مضمون کو خوب کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ لیکن جہاں تک مختلف درجات والے جنتیوں کے آپس میں ملنے جلنے کا معاملہ ہے تو قرآن و حدیث میں جنت کے مختلف مقام اور مدارج کا تو ذکر ہوا ہے لیکن جنت کے ان مختلف مقام اور مدارج میں رہنے والوں کے آپس میں ملنے جلنے میں کسی روک ٹوک کا کوئی ذکر نہیں آیا بلکہ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان کے معاملہ میں ان کے پیچھے چلی ہے ہم اعلیٰ جنتوں میں ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ جمع کر دیں گے اور ان کے باپ دادوں کے عملوں میں بھی کوئی کمی نہیں کریں گے۔ (سورۃ الطور: 22) اسی طرح احادیث میں بھی آیا ہے کہ جن لوگوں کے تین چھوٹے بچے فوت ہو جائیں اللہ تعالیٰ ان بچوں پر رحم کرتے ہوئے ان کے والدین کو بھی ان بچوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما دے گا۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز بَاب فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ) علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جنت میں مختلف مدارج پانے والے جنتیوں کی مستقل رہائش کا الگ الگ ہونا اور بات ہے اور ان مختلف مدارج والوں کا آپس میں ملنا جلنا الگ چیز ہے، جس کے بارہ میں قرآن و حدیث میں کسی قسم کی کوئی روک ٹوک بیان نہیں ہوئی بلکہ قرآن کریم نے تو جنتیوں کے متعلق ایک حقیقت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ (النحل: 32) یعنی ان کیلئے ان میں وہی کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے۔ پھر فرمایا لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ (الزمر: 35) یعنی وہ جو کچھ چاہیں گے ان کو اپنے رب کے ہاں مل جائے گا۔ پھر فرمایا وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْۤ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ (حم السجدہ: 32) یعنی اس (جنت) میں جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو کچھ تم مانگو گے وہ بھی تم کو اس میں ملے گا۔ پس ان آیات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مختلف درجات رکھنے والے جنتی اگر اپنے کسی پیارے سے ملنا چاہیں گے تو ان کی یہ خواہش بھی جنت میں پوری ہوگی۔

(4) ہم اپنی روزمرہ زندگی میں دیکھتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو اس کی کسی غلطی پر سزا دی جائے تو وہ سزا دائمی نہیں ہوتی بلکہ ایک وقت پر وہ سزا بھی ختم ہو جاتی ہے۔ جب ہم انسانوں اور ہمارے بنائے ہوئے قوانین کا یہ حال ہے تو خدا تعالیٰ جو تمام صفات حسنہ اور محامدہ طیبہ کا جامع، سب سے برتر اور تقدس کے اعلیٰ ترین مقام پر جلوہ گر ہے اور جس کا اپنی ذات کے متعلق وعدہ ہے کہ إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي (بخاری کتاب بدء الخلق بَاب مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ) یعنی یقیناً میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ اور جو ایک مہربان ماں سے بھی بہت بڑھ کر اپنے بندوں سے محبت اور پیار کرتا ہے۔ اسکے متعلق ہم کیسے یہ سوچ بھی سکتے ہیں کہ وہ انسانوں کو ان کی غلطیوں اور گناہوں کی پاداش میں ہمیشہ کیلئے جہنم کے عذاب میں مبتلا رکھے گا۔ دوزخ تو ایک ہسپتال ہے جہاں بیماروں کا علاج کر کے ان کے شفا پا جانے کے بعد انہیں ڈِسچارج کر دیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہنم کے متعلق اُمّ یعنی ماں کا لفظ بھی استعمال فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ (القارعہ: 10) یعنی اس کی ماں ہاویہ ہوگی۔ اور ماں کے پیٹ میں انسان ہمیشہ کیلئے نہیں رہتا۔ بلکہ جب جنین مکمل ہو جاتا ہے تو وہاں سے دنیا میں آ جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’ہاویہ کو اُمّ کہنے میں یہ مطلب ہے کہ جب تک تربیت یافتہ نہ ہو ماں سے تعلق رہتا ہے۔ بعد تربیت پالینے کے ماں سے علیحدگی ہو جاتی ہے۔ اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد طول مکث کے دوزخی دوزخ سے نکال دیئے جائیں گے۔‘‘ (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 446) اسی طرح حدیث میں بھی آتا ہے کہ جہنم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس میں کوئی آدم زاد باقی نہیں رہے گا اور ہوا اس کے دروازے کھٹکھٹائے گی۔ (کنز العمال جلد 14 حدیث نمبر 39506) پھر حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دوزخ سے نکالے جانے والے آخری انسان کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا جو آدمی سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا وہ گرتا پڑتا اور گھسٹتا ہوا دوزخ سے اس حال میں نکلے گا کہ دوزخ کی آگ اسے جلا رہی ہوگی۔ پھر جب دوزخ سے نکل جائے گا تو دوزخ کی طرف پلٹ کر دیکھے گا اور دوزخ سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے مجھے تجھ سے نجات دی، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ نعمت عطا فرمائی ہے کہ اولین وآخرین میں سے کسی کو بھی وہ نعمت عطا نہیں فرمائی۔ پھر اس کیلئے ایک درخت بلند کیا جائے گا۔ وہ آدمی کہے گا کہ اے میرے پروردگار مجھے اس درخت کے قریب کر دیجیے تاکہ میں اس کا سایہ حاصل کر سکوں اور اس کے پھلوں سے پانی پیوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم اگر میں تجھے یہ دے دوں تو پھر تو اس کے علاوہ بھی مجھ سے مانگے گا۔ وہ عرض کرے گا کہ نہیں اے میرے پروردگار۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے علاوہ اور کچھ نہ مانگنے کا معاہدہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول فرمائے گا کیونکہ وہ جنت کی ایسی ایسی نعمتیں دیکھے گا کہ جس پر اسے صبر نہ ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا۔ وہ اسکے سائے میں آرام کرے گا اور اسکے پھلوں کے پانی سے پیاس بجھائے گا۔ پھر اس کیلئے ایک اور درخت ظاہر کیا جائے گا جو پہلے درخت سے کہیں زیادہ خوبصورت ہوگا۔ وہ آدمی عرض کرے گا اے میرے پروردگار مجھے اس درخت کے قریب فرما دیجے تاکہ میں اس کا سایہ حاصل کر سکوں اور اس کا پانی پیوں، اور اس کے بعد میں اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اللہ فرمائے گا اے ابن آدم کیا تو نے مجھ سے معاہدہ نہیں کیا تھا کہ تو مجھ سے اور کوئی سوال نہیں کرے گا اور اب اگر تجھے اس درخت کے قریب پہنچا دیا تو پھر تو اور سوال کرے گا۔ اللہ تعالیٰ پھر اس سے اس بات کا وعدہ لے گا کہ وہ اور کوئی سوال نہیں کرے گا، تاہم اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ معذور ہوگا کیونکہ وہ ایسی ایسی نعمتیں دیکھے گا کہ جس پر وہ صبر نہ کر سکے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے قریب کر دے گا۔ وہ اس کے سایہ میں آرام کرے گا اور اس کا پانی پیے گا۔ پھر اسے جنت کے دروازے پر ایک درخت دکھایا جائے گا جو پہلے دونوں درختوں سے زیادہ خوبصورت ہوگا۔ پس وہ آدمی کہے گا اے میرے رب مجھے اس درخت کے قریب فرما دیجیے تاکہ میں اس کے سایہ میں آرام کروں اور پھر اس کا پانی پیوں اور اس کے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس آدمی سے فرمائے گا اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو اس کے بعد اور کوئی سوال نہیں کرے گا۔ وہ عرض کرے گا ہاں اے میرے پروردگار اب میں اسکے بعد اسکے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کروں گا اللہ اسے معذور سمجھے گا کیونکہ وہ جنت کی ایسی ایسی نعمتیں دیکھے گا کہ جس پر وہ صبر نہیں کر سکے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا۔ جب وہ اس درخت کے قریب پہنچے گا تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا تو وہ پھر عرض کرے گا اے میرے رب مجھے اس میں داخل کر دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! تیرے سوال کو کون سی چیز روک سکتی ہے کیا تو اس پر راضی ہے کہ تجھے دنیا اور اس کے ساتھ دنیا کے برابر اور دے دیا جائے؟ وہ شخص کہے گا اے میرے رب کیا تو مجھ سے مذاق کر رہا ہے جبکہ تو رب العالمین ہے؟

اس پر اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہنس پڑے اور لوگوں سے کہا کہ تم مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ میں کیوں ہنسا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی اسی طرح ہنسے تھے اور صحابہؓ نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ آپ کسی وجہ سے ہنسے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ رب العالمین کے ہنسنے کی وجہ سے۔ جب وہ آدمی کہے گا کہ تو رب العالمین ہونے کے باوجود مجھ سے مذاق کر رہا ہے تو اللہ فرمائے گا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا مگر جو چاہوں کرنے پر قادر ہوں۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان بَاب آخِرِ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا)

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)
(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 23 ستمبر 2022)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے جُڑے رہنے اور خلافت سے وابستہ رہنے کیلئے اطاعت کے وہ معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے جو اعلیٰ درجہ کے ہوں جن سے باہر نکلنے کا کسی احمدی کے دل میں خیال تک پیدا نہ ہو

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جون 2006ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

خلیفہ نبی کے جاری کردہ نظام کی بجا آوری کی جماعت کو تلقین کرتا ہے اور شریعت کے احکامات کو لاگو کرنے کی کوشش کرتا ہے اس لئے اسکی اطاعت بھی کرو اور اسکے بنائے ہوئے نظام کی اطاعت بھی کرو

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جون 2006ء)

طالب دعا: محمد پرویز حسین اینڈ فیملی (گوروپالی۔ساؤتھ) شانتی نکیتن (جماعت احمدیہ بیر بھوم، بنگال)

اسلام اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالف الیگزنڈر ڈوئی کے شہر زائن (ZION) سے شروع ہونے والا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا غیر معمولی اہمیتوں و برکتوں کا حامل تاریخ ساز دورہ امریکہ اگست، ستمبر 2022

☆ ہیتھرو ایئرپورٹ سے روانگی اور شکاگو ایئرپورٹ میں ورود ☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے برادرِ اکبر و امیر جماعت احمدیہ یُو ایس اے مرزا مغفور احمد صاحب، و نائب امیر مکرم نسیم رحمت اللہ صاحب کی طرف سے جہاز کے دروازے پر حضور انور کو خوش آمدید ☆ یونائیٹڈ ایئر لائن شکاگو کے ٹرمنل 5 کے اسسٹنٹ مینیجر Mr.Chris Sances، شکاگو ایئرپورٹ اتھارٹی کے مینیجر Mr.Ben Sipiore، لوکل پولیس چیف اور کسٹم بارڈر پٹرول VIP ریسپشن انچارج Mr.Parisi کی طرف سے بھی جہاز کے دروازہ پر حضور انور کا استقبال ☆ ایئرپورٹ کے خصوصی لاؤنج میں وسیم ملک صاحب نائب امیر امریکہ، امجد محمود خان صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ کی طرف سے حضور انور کا استقبال ☆ ایئرپورٹ سے باہر مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب نائب امیر یو ایس اے، مکرم اظہر حنیف صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج یو ایس اے، مکرم مختار احمد ملہی صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری، مکرم ڈاکٹر بلال احمد رانا صاحب نیشنل سیکرٹری امور عامہ، ملک بشیر احمد صاحب نیشنل امین، مکرم شمشاد احمد ناصر صاحب مبلغ ساؤتھ ورجینیا اور مکرم ارشاد احمد ملہی صاحب مبلغ شکاگو کی طرف سے حضور انور کا استقبال ☆

آج میری ساری زندگی کا ایک رُوحانی تجربہ ہے، پتا نہیں دُنیا میں میری کونسی نیکی کام آئی ہے کہ مجھے اتنی بڑی روحانی شخصیت سے ملنے کا موقع ملا ہے اور مجھے اس شخص کی قربت نصیب ہوئی ہے اور مجھے اتنی بڑی جزا ملی ہے، آج کا واقعہ ساری زندگی یاد رکھنے والا واقعہ ہے ☆

یونائیٹڈ ایئر لائن شکاگو کے ٹرمنل 5 کے اسسٹنٹ مینیجر Mr.Chris Sances

جب حضور سال 2012 میں شکاگو آئے تھے اُس وقت مَیں حضور سے مل نہ سکا تھا، آج علم ہونے پر مَیں اپنی رخصت ختم کر کے حضور کو دیکھنے اور اُن سے ملنے آیا ہوں ☆ یونائیٹڈ ایئر لائن شکاگو کے ٹرمنل 5 کے مینیجر Mr.Ben Sipiore

☆ شکاگو ایئرپورٹ سے زائن شہر کیلئے روانگی اور زائن میں حضور انور کا ورود مسعود ☆ زائن شہر میں یو ایس اے کی بیسیوں جماعتوں اور دُور دراز علاقوں سے شمع احمدیت کے پروانوں و عشاقِ خلافت کا بھاری ہجوم اور ان کی طرف سے نعرہ تکبیر اللہ اکبر اور السلام علیکم کی پُرسوز آواز کے ساتھ حضور انور کا والہانہ استقبال ☆

زائن شہر میں نئی مسجد ''مسجد فتح عظیم'' کی تعمیر پر Religion News Service کی ایک صحافی Emily Miller کا حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ سے خصوصی انٹرویو اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اسلام کی امن و آشتی اور رواداری و پُرامن تعلیمات پر روشنی ڈالتے ہوئے بصیرت افروز جوابات ☆

امریکہ جسے طاقتور ہونیکا دعویٰ ہے اِسوقت تک اس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا ہے رُوحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا، اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا، امریکہ میں ایک دن لا الٰہ الا اللہ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی ☆

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

● آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ کے تمام بڑے شہروں اور ہر اسٹیٹ میں احمدیہ جماعتیں قائم ہیں ● 58 مقامات پر مستعد فعال جماعتیں ہیں ● 56 مساجد اور 60 مشن ہاؤسز ہیں ● بعض مقامات پر بڑی وسیع و عریض عمارتیں اور مساجد تعمیر کی گئی ہیں ● نئی مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے ☆

رپورٹ : مکرم عبد الماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، یو.کے

26/ستمبر 2022ء (بروز سوموار)

آج کا دن جماعت احمدیہ امریکہ کی تاریخ میں ایک تاریخ ساز اور انتہائی مبارک دن ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امریکہ کیلئے اپنا پانچواں سفر اختیار فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امریکہ کا پہلا سفر 16/جون تا 24/جون 2008ء میں اختیار فرمایا تھا۔ پھر چار سال بعد 2012ء میں حضور انور امریکہ تشریف لے گئے تھے اور 16/جون تا 3/جولائی امریکہ میں قیام رہا۔ اسی سفر کے دوران 27/جون 2012ء کو حضور انور نے کیپیٹل ہل میں اپنا تاریخ ساز خطاب فرمایا تھا۔

بعد ازاں اگلے ہی سال حضور انور نے امریکہ کے مغربی علاقہ (West Coast) لاس اینجلیز کا سفر اختیار فرمایا تھا۔ اس سفر میں حضور انور کا قیام 4/مئی تا 15/مئی تک رہا اور مختلف پروگراموں کا انعقاد ہوا۔ پھر سال 2018ء میں حضور انور نے امریکہ کا چوتھا سفر اختیار فرمایا یہ سفر 15/اکتوبر سے 5/نومبر کے عرصہ پر مشتمل تھا۔ اس سفر میں حضور انور دو سے تین روز کیلئے گوئٹے مالا بھی تشریف لے گئے تھے۔

آج اس پانچویں سفر اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس انتہائی مبارک دورہ کا آغاز امریکہ کے شہر Zion سے ہو رہا ہے۔

لندن سے امریکہ کیلئے روانگی

26/ستمبر بروز سوموار 1 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور کو الوداع کہنے کیلئے احباب جماعت مرد و خواتین جمع تھے۔ حضور انور نے دعا کروائی اور اپنا ہاتھ ہلا کر سب کو السلام علیکم کہا۔ بعد ازاں ایئرپورٹ کیلئے روانگی ہوئی۔ قریباً 1 بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ہیتھرو ایئرپورٹ پر پہنچے اور سپیشل لاؤنج میں تشریف لے گئے۔

حضور انور کی آمد سے قبل ایک سپیشل انتظام کے تحت سامان کی بکنگ اور بورڈنگ کارڈز کے حصول کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ ایئرپورٹ پر حضور انور کو الوداع کہنے کیلئے مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یو.کے، مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ یو.کے اور مکرم میجر محمود احمد صاحب افسر حفاظت خاص حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آئے تھے۔

جماعت احمدیہ امریکہ نے سفر کے تعلق میں بعض امور کی تکمیل کیلئے دو افراد مکرم منعم نعیم صاحب چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ امریکہ اور مکرم ڈاکٹر تنویر احمد صاحب پر مشتمل وفد لندن بھجوایا تھا۔ امریکہ سے آنے والے یہ دونوں احباب بھی اس سفر میں قافلہ کے ساتھ شامل تھے۔

2 بجکر 45 منٹ پر ایک خصوصی پروٹوکول انتظام کے تحت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جہاز پر سوار ہوئے۔ یونائیٹڈ ایئر لائن کی پرواز (UA959) 3 بجکر 20 منٹ پر ہیتھرو ایئرپورٹ لندن سے شکاگو (امریکہ) کیلئے روانہ ہوئی۔ قریباً ساڑھے آٹھ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد شکاگو کے مقامی وقت کے مطابق 5 بجکر

53منٹ پر جہاز شکاگو کے O'Hare انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔[شکاگو (امریکہ) کا وقت برطانیہ کے وقت سے 6 گھنٹے پیچھے ہے]

امریکہ میں حضور انور کا ورود مسعود اور والہانہ استقبال

امیر صاحب یو.ایس.اے مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب اور نائب امیر یو.ایس.اے مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نے جہاز کے دروازہ پر حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

یونائیٹڈ ایئرلائن کے ٹرمینل 5 شکاگو کے اسسٹنٹ مینیجر Mr.Chris Sances، شکاگو ایئرپورٹ اتھارٹی کے مینیجر Mr.Ben Sipiora، لوکل پولیس چیف اور کسٹم بارڈر پٹرول وی آئی پی ریسیپشن انچارج Mr. Parisi نے بھی جہاز کے دروازہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیا اور ایک خاص پروٹوکول انتظام کے تحت حضور انور کو ایک خصوصی لاؤنج میں اپنے ساتھ لے کر آئے۔

لاؤنج میں وسیم ملک صاحب نائب امیر امریکہ، امجد محمود خان صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ لاؤنج میں مکرمہ صاحبزادی امۃ المصور صاحبہ اہلیہ مکرم امیر صاحب یو ایس اے نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو خوش آمدید کہا۔ اسی لاؤنج میں امیگریشن آفیسر نے آکر پاسپورٹ دیکھے۔

6 بجکر 20 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایئرپورٹ سے باہر تشریف لائے تو مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب نائب امیر یو ایس اے، مکرم اظہر حنیف صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج یو ایس اے، مکرم مختار احمد ملہی صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری، مکرم ڈاکٹر بلال رانا صاحب نیشنل سیکرٹری امور عامہ، ملک بشیر احمد صاحب نیشنل امین، مکرم شمشاد احمد ناصر صاحب مبلغ ساؤتھ ورجینیا اور مکرم ارشاد احمد ماہی صاحب مبلغ شکاگو نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کرتے ہوئے خوش آمدید کہا۔

اب ایئرپورٹ سے زائن جماعت کے مرکز ''مسجد فتح عظیم'' کیلئے روانگی تھی۔ ٹرمینل 5 شکاگو ایئرپورٹ کے اسسٹنٹ مینیجر حضور انور کے ساتھ تھے۔ موصوف نے لاؤنج میں اپنی خواہش کا اظہار کرکے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی تھی۔ جب حضور انور ایئرپورٹ سے باہر گاڑی میں بیٹھ رہے تھے تو یہ مینیجر حضور انور کی گاڑی کے پاس کھڑے تھے اور ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ کہنے لگے کہ آج میری ساری زندگی کا ایک روحانی تجربہ ہے۔ پتا نہیں کہ دنیا میں میری کونسی نیکی کام آئی ہے کہ مجھے اتنی بڑی روحانی شخصیت سے ملنے کا موقع ملا ہے اور مجھے اس شخصیت کی قربت نصیب ہوئی ہے اور مجھے اتنی بڑی جزا ملی ہے۔ آج کا واقعہ ساری زندگی یاد رکھنے والا واقعہ ہے۔

شکاگو ایئرپورٹ اتھارٹی ٹرمینل 5 کے مینیجر Mr.Ben Sipiora نے بھی اپنی خواہش کا اظہار کرکے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔ موصوف ان دنوں رخصت پر تھے۔ جب ان کو علم ہوا کہ خلیفۃ المسیح آرہے ہیں تو انہوں نے اپنی رخصت منسوخ کردی اور حضور انور کے استقبال اور حضور انور سے ملنے کیلئے آگئے۔ کہنے لگے جب حضور سال 2012 میں شکاگو آئے تھے تو اس وقت میں مل نہ سکا تھا آج علم ہونے پر میں اپنی رخصت ختم کرکے حضور کو دیکھنے اور ملنے کیلئے آیا ہوں۔

6 بجکر 45 منٹ پر ایئرپورٹ سے روانہ ہوکر قریباً ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد 7 بجکر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا زائن جماعت میں ورود مسعود ہوا۔

''مسجد فتح عظیم'' کو بجلی کے رنگ برنگے قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ جس کے باعث مسجد کے اردگرد کا وسیع احاطہ بھی روشن تھا۔ اپنے پیارے آقا کے استقبال اور حضور انور کے چہرہ مبارک کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے امریکہ کے اس خطہ کے دور دراز شہروں اور بستیوں میں آباد حضور انور کے عشاق سینکڑوں کی تعداد میں صبح سے ہی یہاں پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔ مرد وخواتین اور بچوں بوڑھوں کا ایک ہجوم تھا جو اپنے پیارے اور محبوب آقا کی زیارت کیلئے بیتاب تھا۔

زائن کی جماعت کے علاوہ یہ عشاق آسٹن، بالٹی مور، بوسٹن، بروکلین، بے پوائنٹ، سنٹرل جرسی، شکاگو، کولمبس، ہوائی، ڈیٹن، ڈیٹرائٹ، ڈلاس، اٹلانٹا، ہارٹ فورڈ، ہیوسٹن، انڈیانا، کنساس سٹی، سیاٹل، سینٹ لوئس، لانگ آئی لینڈ، میری لینڈ، آئیوا، میامی، ملواکی، نارتھ جرسی، نارتھ ورجینیا، پورٹ لینڈ، نیویارک، واشنگٹن، رچمنڈ، سیکرامنٹو، فلاڈلفیا، پٹسبرگ، فینکس، اوشکوش، اورلینڈو، سینٹ پال، ساؤتھ ورجینیا، توسان، ولنگبرو، یارک اور سراکیوز کی جماعتوں سے بھی آئے تھے۔

پھر بعض جماعتوں سے احباب بڑے لمبے اور طویل سفر طے کرکے اپنے پیارے آقا کے استقبال کیلئے زائن پہنچے تھے۔ الاباما سے آنے والے 782 میل، شارکٹ سے آنے والے 813 میل، بروکلین سے آنے والے 839 میل، البانی سے آنے والے 864 میل اور ڈلاس سے آنے والے 961 میل کا سفر طے کرکے زائن پہنچے تھے۔

اسی طرح لاس ویگاس سے آنے والے احباب 1778 میل، توسان سے آنے والے 1784 میل، سیاٹل سے آنے والے 2014 میل، لاس اینجلیز سے سفر کرکے آنے والے 2046 میل اور سیکرامنٹو کی جماعت سے آنے والے احباب 2072 میل کا طویل سفر کرکے اپنے پیارے آقا کے دیدار اور استقبال کرنے کیلئے زائن پہنچے تھے۔

ان احباب مرد وخواتین میں سے ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جنہوں نے اپنی زندگی میں پہلی بار حضور انور کا دیدار کرنا تھا اور اپنے پیارے آقا کو اپنے قریب سے دیکھنا تھا۔ ان کا ایک ایک لمحہ بڑی بیتابی سے گزر رہا تھا۔ ایم ٹی اے کے کیمرے استقبال کے اس سارے منظر کو فلما رہے تھے۔ ہر ایک کی نظر اُس بیرونی گیٹ پر لگی ہوئی تھی جہاں سے کسی وقت بھی حضور انور کی گاڑی اس احمدیہ سینٹر میں داخل ہونے والی تھی۔

آخر وہ انتہائی بابرکت اور ہر ایک کیلئے یادگار اور تاریخ ساز لمحہ آپہنچا اور ٹھیک 7 بجکر 35 منٹ پر حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے اور اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا۔ دوسری طرف بھی احباب کے ہاتھ بلند ہوگئے۔ حضور انور اپنے عشاق کو دیکھ رہے تھے اور ان عشاق اور خلافت کے فدائی پروانوں کی نظریں اپنے محبوب امام کے چہرہ مبارک پر لگی ہوئی تھیں۔ بہتوں کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے تھے۔ احباب نعرے بلند کررہے تھے۔ خواتین ایک دوسرے احاطہ میں تھیں۔ حضور انور اپنے عشاق کے درمیان سے گزرتے ہوئے خواتین کی طرف تشریف لے آئے اور اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے السلام علیکم کہا۔ ہر طرف سے وعلیکم السلام کی آوازیں بلند ہوئیں، خواتین اور بچیاں اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔ آج زائن کی سرزمین پر بھی عشق ومحبت کی نئی داستانیں رقم ہورہی تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے قیام کا انتظام ''مسجد فتح عظیم'' کے بیرونی احاطہ میں واقع گیسٹ ہاؤس میں کیا گیا تھا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ 8 بجکر 10 منٹ پر حضور انور نے مسجد فتح عظیم تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

مختصر تاریخ جماعت احمدیہ امریکہ

جماعت احمدیہ امریکہ کی تاریخ میں سال 1920 کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر لندن سے حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحبؓ امریکہ کے پہلے مبلغ کے طور پر 26 جنوری 1920 کو برطانیہ کی بندرگاہ Liverpool سے روانہ ہوئے اور 21 دن کے سفر کے بعد 15 فروری 1920ء کو امریکہ کی بندرگاہ فلاڈلفیا پر اترے لیکن آپ کو ملک کے اندر داخل ہونے سے روک دیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ آپ جس جہاز میں آئے ہیں اسی میں واپس چلے جائیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے اس فیصلہ کے خلاف محکمہ آبادکاری واشنگٹن میں اپیل کی۔ اس پر آپ کو سمندر کے کنارے ایک مکان میں بند کردیا گیا اور قید کردیا گیا۔ اس مکان سے باہر نکلنے کی ممانعت تھی۔ مگر چھت پر ٹہل سکتے تھے اس کا دروازہ دن میں صرف دو مرتبہ کھلتا تھا۔

اس مکان میں کچھ یورپین بھی نظر بند تھے۔ حضرت مفتی صاحبؓ نے موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنے ساتھی قیدیوں کو تبلیغ کرنا شروع کردی جس کے نتیجہ میں دو ماہ کے اندر پندرہ قیدیوں نے اسلام قبول کرلیا۔

امریکہ کی سرزمین پر بیعت کرنے والے پہلے احمدی کا نام Mr. R.I.Rochford تھا اسکے علاوہ بیعت کرنے والوں کا تعلق جمیکا، برٹش گیانا، پولینڈ، رشیا، جرمنی، Azores، بلجیم، پرتگال، اٹلی اور فرانس سے تھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو امریکہ میں قید کردیا گیا ہے تو آپ نے امریکی حکومت کے اس رویہ پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ''امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہوگی۔ روحانی سلطنت سے اُس نے مقابلہ کرکے نہیں دیکھا۔ اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہوجائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم امریکہ کے اردگرد کے علاقوں میں تبلیغ کریں گے اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بناکر امریکہ بھیجیں گے اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی۔''

مئی 1920ء میں امریکی حکومت کی طرف سے حضرت مفتی صاحبؓ سے پابندی اُٹھالی گئی جس کی فوری وجہ یہ بنی کہ ایسا نہ ہو کہ آپ نظر بند تمام قیدیوں کو مسلمان بنالیں۔ چنانچہ حکام نے آپ کے امریکہ میں داخل ہونے کا فیصلہ کردیا۔ حضرت مفتی صاحبؓ نے نیویارک میں ایک مکان کرایہ پر لے کر جماعت کے مشن کا آغاز کیا۔ پھر 1921ء میں آپ شکاگو منتقل ہو گئے اور باقاعدہ ایک عمارت خرید کر جماعتی مرکز قائم کیا۔ یہ مکان بطور مشن ہاؤس، رہائش اور بطور مسجد استعمال ہوتا تھا۔ جولائی 1921ء میں آپ نے اسی مشن ہاؤس سے جماعت امریکہ کے پہلے رسالہ Muslim Sunrise کا اجرا کیا۔ یہ رسالہ آج بھی باقاعدگی سے شائع ہورہا ہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ کے تمام بڑے شہروں اور ہر اسٹیٹ میں احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ امریکہ میں اس وقت 58 مقامات پر مستعد اور فعال جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ 56 مساجد اور 60 مشن ہاؤسز ہیں۔ بعض مقامات پر بڑی وسیع و عریض عمارتیں اور مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔ نئی مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔

یہ وہی امریکہ ہے جہاں 1920ء میں جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو ملک کے اندر داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا اور آپ کو قید کردیا گیا تھا۔ اُس وقت حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ ''امریکہ ہمیں ہرگز شکست نہیں دے سکتا امریکہ میں ایک دن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی۔''

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارے امریکہ میں قریہ قریہ بستی بستی احمدی آباد ہیں اور امریکہ کے چپہ چپہ پر دن رات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی

صدا گونج رہی ہے۔

سال 2020ء میں جماعت امریکہ کے قیام پر سو سال مکمل ہوئے ہیں اور جماعت امریکہ اپنی صد سالہ جوبلی منارہی ہے اور جماعت کی مختلف تقریبات اور پروگرام جاری ہیں۔

جان الیگزنڈر ڈوئی کے شہر Zion میں مسجد فتح عظیم کی تعمیر بھی امریکہ کی صد سالہ جوبلی کی تقریبات کا ایک انتہائی اہم پروگرام ہے۔ اس کا افتتاح انشاء اللہ العزیز اس دورہ میں ہوگا جہاں اسکی مکمل تفصیل درج کی جائے گی۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا زائن کی سرزمین سے شروع ہونے والا یہ دورہ انتہائی غیر معمولی برکتوں اور کامیابیوں کا حامل دورہ ہے اور اسکے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی عظیم الشان ترقیات اور فتوحات کے نئے دروازے کھلنے والے ہیں اور جماعت احمدیہ امریکہ کامیابیوں کے ایک نئے دور میں داخل ہونے والی ہے اور یہی تقدیر الٰہی ہے جو ظاہر ہو رہی ہے۔

......☆......☆......☆......

27/ستمبر 2022ء (بروز منگل)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 5 بجکر 50 منٹ پر مسجد فتح عظیم میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مختلف دفتری امور کی ادائیگی میں مصروفیت رہی۔

معائنہ نمائش

بعد ازاں پروگرام کے مطابق دوپہر ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد فتح عظیم سے ملحقہ نمائش ہال میں تشریف لا کر نمائش کا معائنہ فرمایا۔ اس نمائش کو درج ذیل 10 حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام، حضرت مسیح موعود علیہ السلام، قرآن کریم اور تراجم، امام مہدیؑ کے بارہ میں جملہ مذاہب کی پیشگوئیاں، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور نشانات، ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی شدید معاند اسلام اور اسکی اسلام دشمنی، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پر معارف جواب اور دعوت مباہلہ، ڈاکٹر ڈوئی کا عروج اور عبرتناک انجام، فتح عظیم کا جاری سفر۔

ان تمام دس مضامین کو برقی طور پر ہر حصہ میں ایک بڑی ٹی وی سکرین پر Video Looping کے ذریعہ ظاہر کیا گیا ہے۔ ہر حصہ میں ٹی وی سکرین کے نیچے شیشے کے ایک showcase میں اس حصہ کے مضمون کے متعلق جملہ نوادرات رکھے گئے ہیں۔ اس نمائش میں جو اہم اشیاء رکھی گئی ہیں اُن میں ڈاکٹر ڈوئی کے سو سال پرانے نوادرات کی تصاویر، ریویو آف ریلیجنز کے وہ ابتدائی شمارے رکھے گئے ہیں جن میں ڈاکٹر ڈوئی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چیلنج دیا تھا اور اس کی ہلاکت کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی تھی۔ یہ 1902ء، 1905ء اور 1907ء کے شمارے ہیں۔

ڈاکٹر ڈوئی کے رسالے ''Leaves of Healing'' کے وہ شمارے بھی رکھے گئے ہیں جن میں اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں گند اچھالا تھا۔ یہ شمارے اس لیے رکھے گئے ہیں تا کہ یہ بتایا جائے کہ ڈاکٹر ڈوئی کے اس بغض و عناد کے مقابلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کو ہتھیار کے طور پر پیش کیا۔

1902ء اور 1903ء کے وہ اصل اخبارات بھی رکھے گئے ہیں جن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ وہ چیلنج بھی رقم ہے جو آپؑ نے ڈوئی کو مخاطب ہوتے ہوئے دیا تھا۔ ان اخبارات میں Library Digest اور تین مزید اخبارات شامل ہیں۔

اخبار Boston Herald صفحہ بڑا کر کے 5X7 فٹ کے سائز میں دیوار پر آویزاں کیا گیا ہے جس کی سُرخی (Headline) درج ذیل ہے ''Great is Mirza Ghulam Ahmad''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سیکشن میں حضور علیہ السلام کا ایک کوٹ بھی شیشے کے شوکیس میں رکھا گیا ہے جو آپؑ زیب تن فرماتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں غیروں کی آراء میں ایک قابل ذکر شخصیت Emperor Ming ہیں جنہوں نے 1573ء میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں ایک سو چائنیز زبان کے الفاظ پر مشتمل آپؐ کی مدح میں نظم لکھی ہے جو ملک چین میں اڑھائی ہزار مساجد میں موجود ہے اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔

اخبار Boston Herald کے 28/جون 1907ء کے شمارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ حضورؑ کی دیگر پیشگوئیوں کا ذکر ہے جن میں زلازل، دُم دار ستارہ اور چاند سورج گرہن اور طاعون وغیرہ شامل ہیں۔ ان سب کے اخباری نسخہ جات showcase میں رکھے گئے ہیں۔

نمائش کی ایک انتہائی اہم چیز وہ Kiosk ہے جس میں 160/اخباری تراشے جمع کیے گئے ہیں اور world map کے مختلف حصوں کو touch کرنے سے یہ تمام تراشہ جات 60/انچ کی ٹی وی سکرین پر واضح ہو جاتے ہیں اور صاف پڑھے جاتے ہیں۔ یہ تمام تراشہ جات 1902ء سے لے کر 1909ء کی دہائی میں امریکہ، یورپ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ، اسکاٹ لینڈ اور انڈیا کے اخباروں میں شائع ہوئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمائش کے معائنہ کے دوران اس Kiosk کو launch کیا اور ڈاکٹر ڈوئی کے ذکر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی اور ڈوئی کے عبرتناک انجام کے حوالہ سے مختلف علاقوں کے اخبارات کا مشاہدہ کیا۔ جن میں Alaska، Nebraska، نیویارک اور بوسٹن وغیرہ کے اخبار شامل تھے۔

نمائش میں دیوار پر جو مختلف ٹی وی سکرین لگائی گئی ہیں ان میں ایک ٹی وی سکرین پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی فتح کے 14 تراشے خود بخود منظر عام پر آتے ہیں اور مختلف ممالک میں شائع ہونے والے اخبارات چند منٹوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فتح اور تصدیق کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔

ایک ٹی وی سکرین پر 20/اخبارات کے وہ تراشے ہیں جن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ڈوئی کو دیئے جانے والے مباہلہ، چیلنج کا ذکر ہے۔ یہ تراشے ٹی وی سکرین پر بغیر کوئی بٹن دبائے یا ٹی وی سکرین کو touch کیے تبدیل ہوتے ہیں۔ ٹی وی سکرین کے سامنے ہاتھ ہلا کر اشارہ کریں تو اگلا تراشہ آجاتا ہے۔ اس طرح صرف ہاتھ کے اشارہ سے جو تراشہ بھی آپ دیکھنا چاہتے ہیں وہ آپ کے سامنے آجائے گا۔

ایک ٹی وی سکرین پر ہاتھ کے اشارہ سے بدلتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وہ اقتباسات ہیں جن میں خدا تعالیٰ سے تعلق کے بارہ میں تعلیمات بیان کی گئی ہیں۔ ایک کالم پر NewYork Times کی وہ عبارت درج ہے جس کا عنوان Rival Prophets ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پرزور الفاظ میں ڈوئی کو چیلنج دیا ہے۔

جس showcase میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا کوٹ آویزاں ہے اس کے اوپر دیوار پر یہ درج ہے ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمائش کے معائنہ کے دوران ڈوئی کے نوادرات دیکھ کر فرمایا کہ موسیٰ کے زمانے میں فرعون تھا جس کی mummy کو محفوظ کیا گیا۔ آج (ڈوئی کے) ان نوادرات کو محفوظ کر کے آپ نے اس نشان کو محفوظ کر لیا ہے۔

نمائش کا ایک حصہ قدرت ثانیہ کے حوالہ سے تیار کیا گیا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت احمدیہ کے ذریعہ جماعت احمدیہ مسلسل ترقی کر رہی ہے تو دوسری طرف ڈوئی اور اسکی جماعت کا وجود ہمیشہ کیلئے ختم ہو چکا ہے۔ Showcase میں خلفاء کی بعض کتب رکھی گئی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ کتب دیکھ کر فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی کتب بھی شامل کریں۔

چاند سورج گرہن کے حوالہ سے پرانے اخبارات کے تراشے رکھے گئے تھے۔ 1895ء کے اخباری تراشے دیکھ کر حضور نے فرمایا کہ مغرب کیلئے 1895ء میں گرہن لگا تھا اور اہلِ مشرق کیلئے 1894ء میں گرہن لگا تھا۔

نمائش کے آخری حصہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی رؤیا ''غلام احمد کی جے'' کو سکرین پر دکھایا گیا تھا۔ اور تبرکات کو ظاہر کیا گیا تھا۔ حضور انور نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ ''میرے ہاتھ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو تبرکات ہیں'' حضور انور نے اپنے ہاتھ میں پہنی ہوئی دونوں انگوٹھیوں ''الیس اللہ بکافٍ عبدہ'' اور ''مولیٰ بس'' کی طرف اشارہ کیا۔

اس نمائش کا مکمل انتظام مکرم انور محمود خان صاحب نیشنل سیکرٹری تحریک جدید اور ان کی ٹیم نے بڑی محنت سے کیا۔ آخر پر اس ٹیم کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

مسجد فتح عظیم کی تختی کی نقاب کشائی اور مینار کا سنگ بنیاد

نمائش کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کی بیرونی دیوار پر لگی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مینارہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ شہر کی انتظامیہ کی طرف سے مسجد کے ساتھ مینارۃ المسیح کی طرز پر ایک مینارہ تعمیر کرنے کی بھی منظوری ملی ہے۔ اس مینارہ کی اونچائی 70 فٹ ہوگی۔

مسجد فتح عظیم اور اس سے ملحقہ ہال اور دفاتر کو ایک نقشہ کی صورت میں بورڈ پر آویزاں کیا گیا تھا۔ حضور انور نے یہ نقشہ جات دیکھے۔ مکرم فلاح الدین شمس صاحب نائب امیر یو ایس اے نے اس پراجیکٹ کے حوالہ سے حضور انور کی خدمت میں مختلف امور عرض کیے اور بتایا کہ ہمارے اس قطعہ زمین کا کل رقبہ 10 ایکڑ ہے جس میں سے اس وقت اڑھائی ایکڑ زیر استعمال ہے۔ مسجد اور دفاتر کی تعمیر ہے گیسٹ ہاؤس کی تعمیر ہے ایک وسیع پارکنگ ایریا بنایا گیا ہے اور اسی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے ✡ کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
تِرے احساں مرے سر پر ہیں بھارے ✡ چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے

طالب دعا: رحمت بی بی صاحبہ (مکرم شجاعت علی خان صاحب مرحوم اینڈ فیملی) دار الفضل، کیرنگ صوبہ اڈیشہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہر اک نعمت سے تو نے بھر دیا جام ✡ ہر اِک دشمن کیا مردُود و ناکام
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی ✡ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

اڑھائی ایکڑ رقبہ میں مختلف جگہوں پر مارکیز بھی لگائی گئی ہیں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ جو باقی ساڑھے سات ایکڑ رقبہ ہے وہ اس نقشہ کے مطابق کس طرف ہے تو اس پر موصوف نے اُس حصہ کی نشاندہی کرتے ہوئے بتایا کہ اس طرف ہے اور اس رقبہ پر درخت لگے ہوئے ہیں۔ حضور انور نے پارکنگ ایریا کے بارہ میں دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا کہ مسجد کے پارکنگ ایریا میں 95 گاڑیاں آسکتی ہیں۔

بعد ازاں حضور انور نے مسجد سے ملحقہ ہال اور دفاتر کا معائنہ فرمایا۔ نمائش ہال کے علاوہ لائبریری ہے۔ دفاتر میں، دفتر صدر جماعت اور لجنہ کے دفاتر شامل ہیں۔ چلڈرن کلاس کیلئے بھی ایک کمرہ مہیا کیا گیا ہے۔ آڈیو ویڈیو روم بھی ہے اور ایک لانڈری روم بھی بنایا گیا ہے۔ لفٹ کی سہولت بھی مہیا کی گئی ہے۔ دو سٹوریج رومز بھی ہیں۔

حضور انور گراؤنڈ فلور (Basement) میں بھی تشریف لے گئے جہاں ایک ملٹی پرپز ہال (Multi Purpose Hall) تعمیر کیا گیا ہے۔ جس کا رقبہ 2451 مربع فٹ ہے۔ اس وقت اسے نماز کی ادائیگی کیلئے استعمال کیا جارہا ہے۔ اس ہال میں 300 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس ہال میں مردوں اور عورتوں کیلئے علیحدہ علیحدہ واش رومز بنائے گئے ہیں اور کمرشل کچن بھی موجود ہے۔

معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

ریلیجن نیوز سروس کی صحافی کا حضور انور سے انٹرویو

ریلیجن نیوز سروس (Religion News Service) کی ایک صحافی Emily Miller حضور انور کا انٹرویو کرنے کیلئے آئی ہوئی تھیں۔ موصوفہ کے امریکہ میں لاکھوں فالوورز ہیں۔ یہ صحافی خاتون مسجد فتح عظیم کے پس منظر اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور ڈاکٹر ڈوئی کے درمیان مباہلہ پر ایک مضمون لکھ رہی ہیں۔

پروگرام کے مطابق 6 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نمائش ہال میں تشریف لائے جہاں انٹرویو کا پروگرام تھا۔

☆ انٹرویو کے آغاز میں جرنلسٹ نے پہلا سوال یہ کیا کہ اس مسجد کے افتتاح کیلئے حضور کا یہاں آنا کیا اہمیت رکھتا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہم جہاں بھی مسجد بناتے ہیں عموماً وہاں کی جماعت مجھ سے پوچھتی ہے کہ کیا میرا وہاں آنا ممکن ہے؟ جرمنی ہو یا برطانیہ ہو یا کوئی اور ملک ہو۔ Covid سے پہلے میں مساجد کے افتتاح کیلئے جایا کرتا تھا لیکن یہاں Zion میں ایک خاص چیز ہے جیسا کہ آپ نے نمائش میں بھی دیکھا ہے تو یہ بھی مختلف وجوہات میں سے ایک وجہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا میں عام طور پر مساجد کا افتتاح کرتا ہوں اور وہاں اپنی جماعت کے افراد سے ملتا ہوں۔ اس طرح ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور میں انہیں نصائح کرتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ مسجد کی تعمیر کا مقصد کیا ہے۔ یہ نہ ہو کہ آپ صرف اسکو عارضی طور پر یا کچھ خاص ہونے کی وجہ سے منائیں بلکہ اصل یہ ہے کہ ہماری زندگی اور ہمارے دین کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے مساجد اسی مقصد کیلئے تعمیر کی جاتی ہیں اور میں اپنے لوگوں کو یاد دلاتا ہوں کہ انہیں صرف مسجد کی تعمیر پر خوش نہیں ہونا چاہیے بلکہ انہیں حقیقت میں یہ احساس ہونا چاہیے کہ ان کی زندگی کا مقصد کیا ہے، تو اس طرح ان کی راہنمائی ہوتی ہے اور پھر وہ اپنے آپ میں تبدیلیاں پیدا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کے فرائض اور ذمہ داریاں کیا ہیں۔

☆ جرنلسٹ نے دوسرا سوال کیا کہ اس مسجد کا نام فتح عظیم ہے اس سے کیا مراد ہے؟ فتح کس کی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: اگر آپ یہ نمائش دیکھیں تو آپ کو سمجھ آئے گی کہ مسیح محمدی اور نام نہاد مسیح کا مقابلہ کیسے شروع ہوا، چنانچہ یہی دعاؤں کا مقابلہ تھا جس کا اعلان بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے کیا۔ پہلے آپ نے ڈوئی کو نصیحت کی کہ تم انبیاء اور مقدس لوگوں کے خلاف یہ غلیظ زبان نہ استعمال کرو لیکن وہ آپ کے خلاف بدزبانی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس نے کہہ دیا کہ میں دعا کروں گا کہ پوری امت مسلمہ اور ہر مسلمان تباہ ہو جائے۔ اس پر بانیٔ جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ پورے مذہب کو تباہ کرنے کی بجائے ہم دو لوگ ہیں اس لیے ایک دوسرے کے خلاف دعا کرتے ہیں۔ اور پھر دعاؤں کا مقابلہ شروع ہو گیا تھا اور خدا تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ اس مباہلہ میں فتح تمہاری ہوگی اور پھر بالآخر ایسا ہی ہوا۔ تو ''فتح عظیم'' کا یہ نام آپ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا۔ چنانچہ جب ہم نے یہ مسجد بنائی تو جماعت نے اس کا نام رکھنے کی درخواست کی تو اس پر میں نے کچھ نام تجویز کیے اور جماعت سے کہا کہ کوئی ایسا نام منتخب کریں جس کو امریکہ کے باشندے آسانی سے بول سکتے ہوں لیکن مقامی جماعت نے اصرار کیا کہ یہ نام ''فتح عظیم'' اس مسجد کے لئے مناسب ہے پھر میں نے اس کی منظوری دی تو اس طرح اس مسجد کا نام ''فتح عظیم'' رکھا گیا۔

☆ پھر جرنلسٹ نے سوال کیا کہ امریکہ کے باشندوں کیلئے اس مباہلہ کا واقعہ جاننا کیوں ضروری ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا یہ صرف امریکہ کے باشندوں کیلئے ہی اہم نہیں ہے بلکہ یہ سب کے لئے اہم ہے۔ ہر امریکی تاریخ میں دلچسپی نہیں رکھتا لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بہت شوقین ہیں وہ سوچتے ہیں کہ انہیں اپنے ملک میں رہنے والے مختلف لوگوں کی تاریخ اور مختلف مذاہب اور ان کے پس منظر کے بارے میں جاننا چاہیے۔ اس لئے جو لوگ دلچسپی رکھتے ہیں وہ یہاں آئیں اور ہماری تاریخ جانیں اور یہ کہ کسی ایک مذہب کی فتح نہیں ہے دراصل لوگوں کو یہ بتانے کی فتح ہے کہ خدا کا سچا بندہ کون ہے اور یہ کہ ایک دوسرے کے خلاف کوئی گالم گلوچ نہیں کرنی چاہیے۔ ہمیں تمام مذاہب کا احترام کرنا چاہیے۔ یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے اور یہی بات بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے کہی ہے کہ تم ایک دوسرے کا احترام کرو اور یہ کہ انسان کی پیدائش کا اصل مقصد اللہ کی عبادت ہے اس لئے آپ کا جو بھی طریقہ ہے جس مذہب کو بھی آپ مانتے ہیں آپ اس اصل مقصد کے مطابق عمل کرو لیکن دوسرے لوگوں کے خلاف غلیظ زبان یا گالی گلوچ کا استعمال نہ کریں۔ تو اب جب ہم اس تاریخ کو لوگوں کے سامنے بیان کریں گے۔ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں اور مذہب سے دلچسپی رکھنے والوں کو معلوم ہوگا کہ یہ سب کچھ ایسا ہی ہوا۔

☆ بعد ازاں جرنلسٹ کے اس سوال پر کہ آپ کے مطابق لوگوں پر اس مباہلہ کے کیا اثرات ہونگے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارا کام اسلام کا پیغام پہنچانا ہے اور اسلام کہتا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں ہے اور آپ کسی کو اپنا مذہب تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے اور جو لوگ اسلام قبول نہیں کرتے وہ کم از کم یہ سمجھ لیں گے کہ اسلام ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے اور اپنے فرائض ادا کرنے کا کہتا ہے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے کہا کہ میرے آنے کا مقصد لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا اور اللہ تک پہنچانا ہے انہیں یہ سمجھانا ہے کہ اللہ کی عبادت کیسے کرنی ہے اور اللہ کی عبادت کیوں کرنی ہے اور اپنے خالق کے سامنے جھکنا ہے اور دوسرا مقصد لوگوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا احساس دلانا ہے لوگوں کو ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے۔ انہیں ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کرنا چاہیے اور یہی بات قرآن کریم سکھاتا ہے اور یہی ہم مانتے ہیں اور یہی ہے جس کی ہم تبلیغ کرتے ہیں۔

☆ پھر جرنلسٹ نے آخری سوال یہ کیا کہ کیا اب بھی دنیا میں Organized Religion یعنی منظم مذہب کا کوئی کردار ہے کیا مذہب امن کی آواز بن سکتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: ہم کہتے ہیں کہ دین کا مقصد کسی کو ڈرانا نہیں ہے جیسا کہ میں پہلے آپ کو بتا چکا ہوں کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ دو مقاصد کیلئے دنیا میں ظاہر ہوئے اور آپ نے اسلام کی حقیقی تعلیمات کو زندہ کرنے کا دعویٰ کیا اور یہ تعلیم دو اصولوں پر مشتمل ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ اس لیے اگر آپ ان دونوں فرائض کو جانتے ہیں تو پھر ہم سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم زبردستی کرنے والے نہیں ہیں۔ ہم جس کی تبلیغ کرتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں ہم اس قسم کے جنونی ملّا، شرپسند نہیں ہیں جو معاشرے کا امن خراب کر رہے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ ہمیں امن سے رہنا چاہیے اور ہمیں ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے۔ یہاں تک کہ قرآن کریم کہتا ہے کہ تم ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کرو۔ قرآن کریم یہ بھی کہتا ہے کہ تم بت پرستوں کے خلاف کوئی بدزبانی بھی نہ کرو کیونکہ وہ انتقام میں اللہ کے خلاف وہی زبان استعمال کریں گے۔ اس لیے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جہاں تک مسجد کا مقصد ہے اور ہم کس طرح رہتے ہیں ہم یہاں کیا کرنے جا رہے ہیں میں اپنے خطاب میں بھی بیان کروں گا۔

یہ انٹرویو 6 بجکر 20 منٹ پر ختم ہوا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے۔ جہاں پروگرام کے مطابق فیملیز ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

فیملی ملاقاتیں

آج شام کے اس سیشن میں 23 فیملیز کے 152/افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف پایا۔ ان سبھی افراد نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

آج زائن (Zion) کی جماعت کے علاوہ

Oshkosh	Indiana
Milwaukee	Chicago
Seattle	Iowa
-	Silicon Valley

کی جماعتوں سے آنے والی فیملیز نے بھی شرف ملاقات پایا۔ بعض فیملیز بڑا طویل سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کیلئے پہنچی تھیں۔ سیاٹل سے آنے والے 2014 میل اور سیلیکون ویلی سے آنے والی فیملیز 2190 میل کا سفر طے کر کے آئی تھیں۔

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)
ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر

KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB

COAT-PANT, SHERWANI, VASE COAT
SALWAR KAMEEZ, LADIES COAT
عمدہ کوالٹی کے کپڑے مناسب ریٹ پر دستیاب ہیں

Gentelman Tailors
Civil Line Road, Near Four Story
Qadian - 143516 Dist. Gurdaspur, PUNJAB
Tayyab : 9779827028 Sadiq : 9041515164

ملاقاتوں کا یہ پروگرام 8 بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فتح عظیم میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

......☆......☆......☆......

28 ستمبر 2022ء بروز بدھ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 5 بجکر 50 منٹ پر ''مسجد فتح عظیم'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔

نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ پروگرام کے مطابق 11 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

فیملی ملاقات وتاثرات

آج صبح کے اس سیشن میں 42 فیملیز کے 186 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ ان سبھی فیملیز نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

آج زائن (Zion) کی جماعت کے علاوہ

Miami	Detroit
Los Angeles	Chicago
Sacramneto	Dayton
Minnesota	Silicon Valley
Georgia	Milwaukee
Oshkosh	St.Louis
Kansas City	Austin

کی جماعتوں سے آنے والے احباب اور فیملیز نے بھی شرف ملاقات پایا۔

بعض مقامات سے احباب بڑے طویل ترین سفر طے کر کے ملاقات کیلئے پہنچے تھے۔ کینساس سے آنے والی فیملیز 556 میل، جارجیا سے آنے والی 748 میل، لاس اینجلیز سے آنے والی فیملیز 2046 میل اور سکرامینٹو سے آنے والی فیملیز اور احباب 2072 میل کا طویل سفر طے کر کے پہنچے تھے۔

آج ملاقات کرنے والی فیملیز میں بڑی تعداد اُن لوگوں کی تھی جو پاکستان سے ہجرت کر کے یہاں آئے تھے اور اپنی زندگی میں پہلی بار حضور انور سے مل رہے تھے۔ ان کی خوشی ناقابلِ بیان تھی انہوں نے اپنے پیارے آقا کے قرب میں جو چند لمحات گزارے وہ ان کی ساری زندگی کا سرمایہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک برکتیں سمیٹتے ہوئے باہر آیا اور ان کی تکالیف اور پریشانیاں راحت وسکون میں بدل گئیں۔

شکاگو ایسٹ سے آنے والے عبدالنور سلمان صاحب کہنے لگے کہ میں ملاقات کا احوال الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ یہ میری ساری زندگی کا ایک یادگار ترین واقعہ ہے۔ میں نے حضور کے چہرے سے نور نکلتے دیکھا ہے۔

شکاگو سے آنے والے ایک دوست جب ملاقات کر کے دفتر سے نکلے تو رونے لگ گئے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے بڑی مشکل سے بات کر رہے تھے۔ کہنے لگے حضور نے مجھے فرمایا ہے کہ نماز پڑھو، نماز پر توجہ دو کہ یہی ہے تمام مشکلات کا حل۔

ایک خاتون بینش احمد صاحبہ کہنے لگیں کہ یہ آج کی ملاقات میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی جو آج پوری ہوگئی۔ یہ بات کہتے ہوئے موصوفہ رونے لگیں۔ کہنے لگیں کہ میں آج کتنی خوش قسمت ہوں کہ اتنی بڑی جماعت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھے یہ موقع عطا فرمایا ہے۔

ایک دوست شاہد احمد صاحب نے کہا کہ میں چھیالیس سال کا ہوگیا ہوں اور کبھی ملاقات نہیں کی۔ مجھے اپنی ساری زندگی میں اس دن کا انتظار تھا۔ آج مجھے ایسا روحانی تجربہ ہوا ہے کہ میں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔

ایک صاحب زیرک محمود صاحب کہنے لگے کہ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ میں تو پاکستان میں تھا خدا تعالیٰ مجھے امریکہ لے کر آیا اور یہاں مجھے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔

ایک دوست سید جمشید علی صاحب جب ملاقات کر کے باہر آئے تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ بہت خوشی کا اظہار کر رہے تھے کہ میں تو اپنے بزنس کی کامیابی کیلئے دعائیں لے کر آیا ہوں۔

زائن جماعت کے ایک دوست اعجاز الحق صاحب کہنے لگے کہ حضور انور نے مجھے فرمایا کہ اب آپ نے اس مسجد کو آباد کرنا ہے اور پانچوں نمازوں کی ادائیگی پر توجہ دینی ہے۔

ایک دوست زید احمد جو جماعت سکرامینٹو سے 2072 میل کا فاصلہ طے کر کے ملاقات کیلئے آئے تھے کہنے لگے کہ مجھے اس قدر خوشی ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ آج میں امریکہ میں صرف حضور کی وجہ سے ہی ہوں۔ حضور نے پاکستان میں میری فیملی کا وظیفہ لگوایا تھا اور اس بابرکت وظیفے سے میرے چار بھائیوں نے ڈگریاں حاصل کیں اور اسی وظیفہ سے میں نے آئی ٹی میں ماسٹر ڈگری حاصل کی اور آج اسی ڈگری کی بدولت امریکہ میں ملازمت حاصل کی ہے۔

ایک صاحب میجر نعیم احمد جو شکاگو سے آئے تھے کہنے لگے کہ ہم نے یہ مسجد بنوائی ہے۔ ہم اس مسجد کے بنانے والے تھے حضور انور نے مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ آپ لوگوں نے انتہائی زبردست مسجد بنوائی ہے۔ گیسٹ ہاؤس میں اور مسجد میں کوئی کمی نہیں رہنے دی۔

ایک دوست حافظ علی اصغر صاحب جو لاس اینجلیز سے 2046 میل کا فاصلہ طے کر کے ملاقات کیلئے آئے تھے کہنے لگے کہ حضور نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اور زیادہ قرآن کریم کو سنو اور پڑھو تاکہ حفظ قرآن ٹھیک رہے۔

ایک دوست بشارت بارگے صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں آٹھ سال قبل ساؤتھ افریقہ سے امریکہ آیا تھا میں نے بھی مسجد کی تعمیر میں مدد کی ہے۔ حضور سے ملاقات کر کے ہم بے حد خوش ہیں۔ مجھے تسکین قلب حاصل ہوئی ہے۔

لاس اینجلیز سے 2046 میل کا فاصلہ طے کر کے ملاقات کیلئے آنے والے ایک دوست احمد علی خالد صاحب جب ملاقات کے بعد دفتر سے باہر نکلے تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور دل جذبات سے بھرا ہوا تھا کہنے لگے میری زندگی کی ایک ہی خواہش تھی اور وہ آج اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی ہے۔

ڈیٹرائیٹ سے آنے والے ایک دوست بشارت احمد نے کہا کہ میں اپنے جذبات کو بیان کرنے کی سکت نہیں پاتا۔ یہ میری زندگی میں پہلی ملاقات تھی۔ آج میں انتہائی خوش قسمت ہوں ہم نے حضور انور سے دعائیں حاصل کیں۔

جماعت شکاگو ایسٹ سے تعلق رکھنے والے ایک دوست نوید ساہی صاحب نے کہا کہ اس وقت میرا دل جذبات سے بھرا ہوا ہے۔ میری اپنی فیملی کے ساتھ یہ پہلی ملاقات تھی۔ مجھے پتہ نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے میں بہت excited ہوں۔ کچھ بیان نہیں کرسکتا۔

ایک دوست طاہر احمد صاحب جو شکاگو جماعت سے آئے تھے ملاقات کے بعد اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم اپنے آقا کے سامنے بول ہی نہیں سکتے تھے۔ کوئی بات ہی نہیں کر سکتے تھے۔ ہم نے سوالات کی تیاری بھی کی تھی کہ حضور سے یہ باتیں کریں گے۔ لیکن جونہی حضور انور کے چہرہ مبارک پر نظر پڑی تو پھر ہم سب کچھ بھول گئے۔ میرا سارا جسم کانپ رہا تھا ہم ایک اور ہی دنیا میں تھے۔

شکاگو کے ایک دوست محمد ذکریا صاحب کہنے لگے کہ میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ حضور انور نے میری بیٹی کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور اپنے ساتھ لگایا۔ ہم نے برکتیں حاصل کیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام 1 بجکر 40 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد فتح عظیم میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں تشریف لا کر پودا لگایا۔ اسکے بعد حضور اقدس ایدہ اللہ اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

اجتماعی ملاقات وتاثرات

پروگرام کے مطابق 6 بجکر 10 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد کے مردانہ ہال میں تشریف لائے جہاں مرد احباب کا ایک گروپ کی صورت میں اجتماعی ملاقات کا پروگرام تھا اس گروپ میں شامل افراد کی تعداد 27 تھی جو مقامی جماعت زائن کے علاوہ دیگر 14 جماعتوں سے آئے تھے۔ ان میں بعض دوست کینٹکی سے 452 میل اور جارجیا سے 748 میل کا سفر طے کر کے آئے تھے۔ جبکہ سیاٹل سے آنے والے 2014 میل اور پورٹ لینڈ سے آنے والے 2087 میل کا طویل سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کیلئے پہنچے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت باری باری تمام احباب سے ان کا تعارف حاصل کیا۔ ان سے دریافت فرمایا آپ کہاں سے آئے، کب آئے، کیا کام کر رہے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت ہر ایک سے اسکا حال دریافت فرمایا۔ جو طالب علم تھے ان کو حضور انور نے قلم عطا فرمائے جو چھوٹی عمر کے بچے باپ کے ساتھ تھے حضور انور نے ازراہ شفقت ان کو قلم عطا فرمائے۔

ایک دوست گلفام اشرف صاحب نے بتایا کہ گوجرانوالہ سے تعلق ہے حضور انور کو دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں۔ انہوں نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ کمپیوٹر سائنس میں بیچلر کیا ہوا ہے۔ اب حضور انور سے ملاقات کر لی ہے تو انشاء اللہ العزیز اس ملاقات کی برکت سے مجھے جاب بھی مل جائے گی۔ موصوف نے بعد ازاں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حضور انور کو محض دیکھ کر ہی اپنے ایمان میں بہت طاقت حاصل کی ہے۔ حضور انور کی صحبت میں بیٹھ کر مجھے آنحضرت ﷺ کا زمانہ یاد آ گیا ہے۔ حضور انور کی صحبت نے مجھے دین کی مزید خدمت کرنے کا احساس دلایا ہے۔

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

ایک دوست ظفر سلیم صاحب جوملوا کی جماعت سے آئے تھے ان کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔ کہنے لگے بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ خلیفہ ہمارا ہے اور ہم اس کے ہیں۔ حضور نے جس شفقت اور پیار سے بات کی ہے محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے اوپر خلیفہ وقت کا سایہ ہے۔

میاں انور احمد صاحب جوشکاگو جماعت سے آئے تھے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ زندگی میں میری حضور انور سے پہلی ملاقات تھی جب میں حضور سے بات کرنے لگا تو میرے ہاتھ کانپ رہے تھے میری زندگی کی خواہش آج پوری ہو گئی ہے۔

Zion جماعت سے ایک نوجوان Achraf Issam نے حضور انور کی خدمت میں عرض کی کہ میرا تعلق مراکش سے ہے اور میں صدر جماعت مراکش اعصام الخامسی صاحب کا بیٹا ہوں۔ 2011ء سے یہاں امریکہ میں ہوں اور یہاں پڑھائی مکمل کر کے کام کر رہا ہوں۔ موصوف نے ملاقات کے بعد اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ باوجود اس کے کہ یہ گروپ ملاقات تھی لیکن پھر بھی ہمیں بہت زیادہ وقت ملا۔ میرے لیے تو یہ بڑے خاص لمحات تھے میں گزشتہ چند دنوں سے مسلسل ڈیوٹی پر تھا لیکن آج اس ملاقات نے مجھ میں دوبارہ جان ڈال دی ہے مجھے ایک نئی زندگی عطا ہوئی ہے۔

محمود اسلم صاحب جو کہ ڈیٹرائٹ سے آئے تھے کہنے لگے کہ خدا کے نور کی تجلی میرے سامنے تھی۔ حضور کی توجہ مجھ پر تھی۔ مجھے زندگی میں سب کچھ مل گیا۔

ایک طالبعلم سمیع اللہ صاحب جو کہ رچمنڈ جماعت سے آئے تھے کہنے لگے کہ حضور سے ملاقات میرے لیے ایک خاص تجربہ تھا۔ مجھ سے بات نہیں ہو رہی تھی۔ میں نے اپنی پڑھائی کی مدد کیلئے حضور سے قلم کی درخواست کی حضور انور نے مجھے قلم عطا فرمایا اب مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مدد کرے گا۔

جماعت سینٹ لوئس سے آنے والے ایک دوست سید ظہیر احمد شاہ صاحب کہنے لگے کہ میرے پاس بات کرنے کیلئے الفاظ نہیں ہیں۔ جو میں محسوس کر رہا ہوں جو میری اس وقت حالت ہے میں بیان نہیں کر سکتا۔

حیدر آباد انڈیا سے آنے والے ایک نوجوان نے عرض کیا کہ میں آٹھ ماہ پہلے یہاں امریکہ میں آیا ہوں۔ آئی ٹی میں ماسٹر کرنے آیا ہوں میری شدید خواہش تھی کہ حضور انور سے ملاقات ہو آج اللہ تعالیٰ نے میری خواہش پوری کر دی ہے۔

حیدر آباد انڈیا سے آنے والے ایک اور دوست نے عرض کیا کہ وہ کمپیوٹر سائنس میں بیچلر کر رہے ہیں۔

اور ایک دوست نے عرض کیا کہ وہ بھی حیدر آباد انڈیا سے ہیں اور انجینئرنگ مینجمنٹ میں ماسٹر کر رہے ہیں۔ ان سبھی نے حیدر آباد جماعت کے ممبران اور اپنے عزیز و اقارب کا سلام حضور انور کو پہنچایا۔ اور دعا کی درخواست کی۔ حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا آپ لوگ آئی ٹی، کمپیوٹر سائنس میں ماسٹرز کرنے یہاں آئے ہوئے ہیں جب کہ انڈیا اس فیلڈ میں بہت آگے ہے اور وہاں تعلیم کا معیار بہت اچھا ہے۔

اس اجتماعی ملاقات کے آخر پر تمام افراد نے باری باری حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

6 بجکر 45 منٹ پر یہ ملاقات اپنے اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں حضور انور ایک دوسرے ہال میں تشریف لے گئے جہاں لجنہ کے گروپ کی حضور انور کے ساتھ اجتماعی ملاقات تھی۔ خواتین کی تعداد 80 تھی جو کہ جماعت Zion کے علاوہ دیگر 17 مختلف جماعتوں اور علاقوں سے آئی تھیں۔ جماعت جارجیا سے آنے والی خواتین 748 میل، اور میامی سے آنے والی 1408 میل اور سیاٹل سے آنے والی خواتین 2014 میل کا فاصلہ طے کر کے حضور انور سے ملاقات کیلئے پہنچی تھیں۔

جب کہ لاس اینجلیز سے سفر کر کے آنے والی 2046 اور پورٹ لینڈ سے آنے والی خواتین 2087 میل کا طویل سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کیلئے پہنچی تھیں۔ حضور انور نے خواتین سے ان کا تعارف اور تعلیم اور کیریئر کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ طالبات کو حضور انور نے ازراہ شفقت قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کی بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

بعض خواتین نے حضور انور کی خدمت میں اپنی ”الیس اللہ بکافٍ عبدہ“ کی انگوٹھیاں تبرک کرنے کی درخواست کی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اس درخواست کو قبول فرمایا۔ بعض خواتین نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ لجنہ کے ساتھ یہ ملاقات ساڑھے سات بجے تک جاری رہی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کیلئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

8 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فتح عظیم میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15/ستمبر 2022ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ نسیم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبداللطیف صاحب (سابق امیر ضلع سکھر وخیر پور، حال یوکے)

10/مئی کو 72 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوصحابہ حضرت مولوی جلال الدین صاحب رضی اللہ عنہ آف کھرپڑ کی پوتی اور حضرت مولوی اللہ بخش خان زیروی صاحب رضی اللہ عنہ کی نواسی تھیں۔ آپ کے والد مکرم صوبیدار شرافت احمد صاحب کو وقف کر کے وقف جدید میں خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ نے جماپور سندھ اور دار النصر غربی حلقہ اقبال کی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ بچوں اور بڑوں کو قرآن کریم بھی پڑھاتی رہیں۔ انگلستان ہجرت کے بعد بریڈفورڈ اور لندن میں بھی بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق ملی۔ بہت مہمان نواز تھیں۔ مرکزی مہمانوں کا خاص خیال رکھتی تھیں۔ گاؤں میں غریب مزارعوں کی باقاعدگی کے ساتھ مدد کرتیں جن میں ہندو بھی شامل تھے۔ لندن آکر بھی انہیں رقم بھجواتی رہیں۔ گھر میں صدقہ کیلئے ایک ڈبہ رکھا ہوا تھا جس میں روزانہ کچھ نہ کچھ صدقہ ڈالتی رہتی تھیں۔ تہجد گزار اور نمازوں کی پابند تھیں۔ چندوں میں باقاعدہ تھیں۔ سیرا لیون میں ایک مسجد تعمیر کروانے کی بھی سعادت ملی۔ خلافت کے ساتھ بے انتہا محبت تھی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ ان کے داماد مکرم عمار المسکی صاحب وکالت تبشیر میں اور بیٹے مکرم عطاء النصیر صاحب یونان میں بطور مبلغ سلسلہ خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم زبیر مولیٰ خان صاحب (بنگلہ دیش)

5/اگست 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے 1993ء-94ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اسکے بعد کچھ عرصہ سڈنی آسٹریلیا میں رہے۔ پھر واپس آکر احمدی گھرانے میں شادی کی اور اللہ تعالیٰ نے ایک بچی سے آپ کو نوازا، تبلیغ کا بہت شوق تھا اور جہاں بھی موقعہ ملتا پیغام حق پہنچانے کی بھرپور کوشش کرتے تھے۔ مرحوم بڑے صابر وشاکر نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(2) عزیزم عبدالماجد (واقف نو، بنگلہ دیش)

14/اگست 2022ء کو 32 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضور انور کی ہدایات پر Accounting کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار بہت محنتی، مخلص، باوفا اور صابر وشاکر نوجوان تھے اور اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ محترمہ ریحانہ خیر صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ بنگلہ دیش) کے بیٹے تھے۔

(3) مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرحیم نذیر صاحب (ربوہ)

29/اگست 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، اچھے اخلاق کی مالک، بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرم حفیظ احمد صاحب

24/جولائی 2022ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جماعت کا درد رکھنے والے، خلافت کے وفادار ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بچے شامل ہیں۔

(5) مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحفیظ صاحب (قادیان)

2/جون 2022ء کو 69 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کو اپنے اہل سنت والجماعت خاندان میں سے احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ 1982ء میں بیعت کے بعد شادی کر کے قادیان آگئیں۔ آپ مکرم گیانی عبداللطیف صاحب درویش مرحوم آف قادیان کی بڑی بہو تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خوش مزاج، مہمان نواز اور قناعت شعار خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ اخلاص کا تعلق رکھنے والی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم طاہر احمد حفیظ صاحب (مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد جنوبی ہند) کی والدہ تھیں۔

(6) مکرم بشیر احمد صاحب ابن مکرم فضل دین صاحب (بشیر آباد، ربوہ)

20/اپریل 2022ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، بڑے شفیق، ہمدرد اور مخلص انسان تھے۔ ایم.ٹی.اے بڑی باقاعدگی سے دیکھتے تھے۔ خدام الاحمدیہ کے شعبہ عمومی میں خدمت کی توفیق پائی۔ لنگر خانہ دار الصدر کی ٹینکی کی تعمیر کے وقت آپ کو کچھ عرصہ اسیر راہ مولا ہونے کی سعادت ملی۔

(7) مکرم قاضی مبارک احمد صاحب ابن مکرم قاضی عبد الحمید صاحب درویش مرحوم (قادیان)

21/مئی 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پنجگانہ نمازوں کے پابند، سادہ مزاج، ملنسار، صابر وشاکر انسان تھے۔ صدر انجمن احمدیہ کے مختلف ادارہ جات میں بطور کارکن خدمت کی توفیق پائی۔ محنت اور لگن سے کام کرنے والے تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم عطاء الحئی قاضی صاحب (معلم سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان) کے والد تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا   اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE

(SINCE 1964) ﴿ہمارا عزم صاف ستھرا کاروبار﴾

قادیان دارالامان میں گھر، فلیٹس اور بلڈنگ کی عمدہ اور مناسب قیمت پر تعمیر کیلئے رابطہ کریں، اسی طرح قادیان دارالامان میں مناسب قیمت پر بنے بنائے نئے اور پرانے مکان/فلیٹس اور زمین کی خرید اور renovation کیلئے رابطہ کریں۔

(PROP: TAHIR AHMAD ASIF)

contact no. : 87279-41071, 83603-14884, 75298-44681

e mail : hussainconstructionsqadian@gmail.com

HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور خلیفہ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں سجاح بنت حارث اور مالک بن نُوَیرَہ کے خلاف کی جانے والی مہمات کا تفصیلی تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 13 / مئی 2022 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال بطاح کسے کہا جاتا ہے اور یہ کہاں واقع ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بُطَاح بنو اسد کے علاقے میں ایک چشمہ کا نام ہے۔

سوال مالک بن نُوَیرَہ کا تعلق کس سے تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مالک بن نُوَیرَہ کا تعلق بنو تمیم کی ایک شاخ بنو یربوع سے تھا۔

سوال مالک بن نُوَیرَہ نے اسلام کب قبول کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مالک بن نُوَیرَہ نے 9 / ہجری میں اپنی قوم کے ساتھ مدینہ آکر اسلام قبول کیا۔

سوال مالک بن نویرہ کی شخصیت کیسی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عرب کے مشہور بہادر اور شہسواروں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے سپرد کیا ڈیوٹی لگائی تھی اور اسے کس عہدے پر مقرر کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے قبیلہ کی زکوٰۃ کے اموال وصول کرنے اور جمع کرنے کی ڈیوٹی سپرد کرتے ہوئے عاملِ زکوٰۃ کے عہدے پر مقرر کیا تھا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مالک بن نویرہ نے کیا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات ہوئی اور عرب میں ارتداد اور بغاوت کی لہر اٹھی تو مالک بن نُوَیرَہ بھی مرتد ہونے والوں میں سے ایک تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کی خبر اس کو پہنچی تو اس نے خوشی اور مسرت کا جشن منایا۔ اسکے گھر کی عورتوں نے مہندی لگائی، ڈھول بجائے اور خوب فرحت و شادمانی کا اظہار کیا اور اپنے قبیلے کے ان مسلمانوں کو قتل کیا جو زکوٰۃ کی فرضیت کے قائل ہونے کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی رقم کو مسلمانوں کے مرکز یعنی مدینہ میں بھجوانے کے بھی قائل تھے۔

سوال سَجَاح کون تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سَجَاح عرب کی ایک کاہنہ تھی۔ نبوت کی دعویدار تھی۔ سَجَاح خود بھی مسیحی تھی اور اپنے مسیحی قبیلہ اور خاندان کی بنا پر مسیحیت کی اچھی خاصی عالم عورت تھی۔

سوال سجاح کس ارادے سے مدینہ آئی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ عراق کے مریدوں کے ساتھ آئی تھی اور مدینہ پر حملہ کا ارادہ رکھتی تھی۔

سوال بنو تمیم کے لوگوں میں کیا اختلاف تھا جس کی وجہ سے انہوں نے آپس میں ہی لڑنا شروع کر دیا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک گروہ زکوٰۃ ادا کرنے اور خلیفہ کی اطاعت کرنے پر آمادہ تھا لیکن دوسرا فریق اسکی مخالفت کر رہا تھا۔ ایک تیسرا فریق بھی تھا جس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ اس اختلاف نے اتنی شدت اختیار کی کہ بنو تمیم نے آپس ہی میں لڑنا شروع کر دیا۔

سوال جب سجاح اور مالک بن نویرہ کا آپس میں رابطہ ہوا تو ان کے بیچ کیا گفتگو ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سَجَاح اپنے لشکر کے ہمراہ جب بنو یربوع کی حدود پر پہنچ گئی تو وہاں ٹھہر گئی اور قبیلہ کے سردار مالک بن نُوَیرَہ کو بلا کر مصالحت کرنے اور مدینہ پر حملہ کرنے کی غرض سے اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ مالک نے صلح کی دعوت تو قبول کر لی لیکن اس نے اسے مدینہ پر چڑھائی کے ارادے سے باز رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ مدینہ پہنچ کر ابوبکر کی فوجوں کا مقابلہ کرنے سے بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنے قبیلہ کے مخالف عنصر کا صفایا کر دیا جائے۔

سوال سجاح نے مالک بن نویرہ کو کیا جواب دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سَجَاح کو مالک بن نویرہ کی یہ بات پسند آئی اور اس نے کہا کہ جو تمہاری مرضی ہے۔ میں تو بنو یربوع کی ایک عورت ہوں جو تم کہو گے وہی کروں گی۔

سوال سجاح کی دعوت جب بنو تمیم کے سرداروں نے قبول نہیں کی تو سجاح نے کیا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سَجَاح نے مالک کے علاوہ بنو تمیم کے دوسرے سرداروں کو بھی مصالحت کی دعوت دی لیکن وَکِیع کے سوا کسی نے یہ دعوت قبول نہیں کی۔ اس پر سَجَاح نے مالک، وَکِیع اور اپنے لشکر کے ہمراہ دوسرے سرداروں پر دھاوا بول دیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ دونوں طرف سے کثیر تعداد میں آدمی قتل ہوئے اور ایک ہی قبیلے کے لوگوں نے ایک دوسرے کو گرفتار کر لیا۔

سوال اسکے کچھ عرصہ بعد مالک اور وکیع نے کیا محسوس کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد مالک اور وکیع نے یہ محسوس کیا کہ انہوں نے اس عورت کی اتباع کر کے سخت غلطی کی ہے۔

سوال قبیلہ تمیم میں امن قائم کب ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مالک اور وکیع نے دوسرے سرداروں سے مصالحت کر لی اور ایک دوسرے کے قیدی واپس کر دیے۔ اس طرح قبیلہ تمیم میں امن قائم ہو گیا۔

سوال سجاح نے جب دیکھا کہ اب اسکا مقصد پورا نہیں ہوسکتا تو اس نے کیا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سَجَاح نے جب دیکھا کہ اس کی دال گلنی مشکل ہے، جو مقصد لے کے آئی تھی وہ پورا نہیں ہوسکتا تو اس نے بنو تمیم سے بوریا بستر اٹھایا اور مدینہ کی جانب کوچ کر دیا۔

سوال جب سجاح نباج کی بستی میں میں پہنچی تو اس کی مڈھ بھیڑ کس سے ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نِبَاج کی بستی میں پہنچ کر اَوس بن خُزَیمہ سے کی مڈھ بھیڑ ہوئی جس میں سَجَاح نے شکست کھائی اور اوس بن خزیمہ نے اس طرح پر اسے واپس جانے دیا کہ اس امر کا پختہ ارادہ کرے کہ وہ مدینہ کی جانب پیش قدمی نہیں کرے گی۔

سوال سجاح جب یمامہ پہنچی تو مسیلمہ کو کس بات کی فکر ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سجاح جب اپنے لشکر کے ہمراہ یمامہ پہنچی تو مسیلمہ کو بڑا فکر پیدا ہوا۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ سَجَاح کی فوجوں سے جنگ میں مشغول ہو گیا تو اس کی طاقت کمزور ہو جائے گی۔ اسلامی لشکر اس پر دھاوا بول دے گا اور اردگرد کے قبائل بھی اسکی اطاعت کا دم بھرنے سے انکار کر دیں گے۔

سوال مسیلمہ نے سجاح کے لشکر سے بچنے کیلئے کیا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پہلے اسے تحفے تحائف بھیجے۔ پھر کہلا بھیجا کہ وہ خود اس سے ملنا چاہتا ہے۔ اس نے مسیلمہ کو باریابی کی اجازت دے دی۔ مسیلمہ بنو حنیفہ کے چالیس آدمیوں کے ہمراہ اس کے پاس آیا اور خلوت میں اس سے گفتگو کی اور اس گفتگو میں مسیلمہ نے کچھ مسجع مقفیٰ عبارتیں سَجَاح کو سنائیں جن سے وہ بہت متاثر ہوئی۔

سوال سجاح کو پوری طرح قبضہ میں لینے کیلئے مسیلمہ نے کیا تجویز پیش کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سجاح کو پوری طرح اپنے قبضہ میں لینے اور ہمنوا بنانے کیلئے مسیلمہ نے یہ تجویز پیش کی کہ ہم دونوں اپنی نبوتوں کو یکجا کر لیں اور باہم رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں، شادی کر لیں۔

سوال سجاح نے اس مشورے پر کیا ردعمل دکھایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سَجَاح نے یہ مشورہ قبول کر لیا اور مسیلمہ کے ساتھ اسکے کیمپ میں چلی گئی۔ تین روز تک وہاں رہنے کے بعد یہ اپنے لشکر میں واپس آئی اور ساتھیوں سے ذکر کیا کہ اس نے مسیلمہ کو حق پر پایا ہے اس لیے اس سے شادی کر لی ہے۔

سوال سجاح نے کس کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس نے اسلام قبول کیا۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو یمامہ کی طرف روانگی کے بارے میں کیا حکم دیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت خالدؓ کی یمامہ کی طرف روانگی کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ وہ قبیلہ اَسَد، غَطَفَان اور مالک بن نُوَیرَہ وغیرہ سے فارغ ہو کر یَمَامہ کا رخ کریں اور اس کی بڑی تاکید کر رکھی تھی۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے جو خط شریک بن عَبدَہ فَزَارِی کے ہاتھ حضرت خالد کی طرف روانہ کیا اس میں کیا لکھا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: خط میں لکھا تھا کہ اَمَّا بَعْد! تمہارے پیغام رساں کے ذریعہ سے تمہارا خط ملا۔ اس میں معرکہ بُزَاخَہ میں اللہ کی فتح اور نصرت کا تم نے ذکر کیا ہے اور اسد و غطفان کے ساتھ جو معاملہ تم نے کیا ہے وہ مذکور ہے اور تم نے تحریر کیا ہے کہ میں یمامہ کی طرف رخ کر رہا ہوں۔ تمہیں میری وصیت ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک سے تقویٰ اختیار کرو اور تمہارے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کے ساتھ نرمی برتو۔ ان کے ساتھ باپ کی طرح پیش آؤ۔ اے خالد! خبردار بَنِی مُغِیرَہ کی نخوت و غرور سے بچنا۔ میں نے تمہارے متعلق ان کی بات نہیں مانی ہے جن کی بات میں کبھی نہیں ٹالتا۔ لہٰذا تم جب بنو حنیفہ سے مقابلہ میں اترو تو ہوشیار رہنا۔ یاد رکھو! بنو حنیفہ کی طرح اب تک کسی سے تمہارا مقابلہ نہیں پڑا۔ وہ سب کے سب تمہارے خلاف ہیں اور ان کا ملک بڑا وسیع ہے۔ لہٰذا جب وہاں پہنچو تو بذاتِ خود فوج کی کمان سنبھالو۔ میمنہ پر ایک شخص کو اور میسرہ پر ایک شخص کو اور شہسواروں پر ایک کو مقرر کرو۔ اکابرین صحابہ اور مہاجرین و انصار میں سے جو تمہارے ساتھ ہیں ان سے برابر مشورہ لیتے رہو اور ان کے فضل و مقام کو پہچانو۔ پوری تیاری کے ساتھ میدانِ جنگ میں جب دشمن صف بستہ ہوں تو ان پر ٹوٹ پڑو۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ۔

......☆......☆......☆......

انبیاء کے آنے کا مقصد خدا سے ملانا اور گناہ سے بچنے کے طریقے سکھانا اور نیکیوں کی طرف لے جانے والے راستے بتانا ہے جب تم اُن تمام نیکیوں میں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے ترقی حاصل کرو گے تو صحیح مومن کہلا سکو گے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 29 / اپریل 2005 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 149
وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
کی تلاوت فرمائی۔ اسکا ترجمہ یہ ہے کہ ہر ایک کیلئے ایک مطمح نظر ہوتا ہے جسکی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے

سوال انبیاء کرام کے دنیا میں آنے کا کیا مقصد ہوتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: انبیاء کے آنے کا مقصد خدا سے ملانا اور گناہ سے بچنے کے طریقے سکھانا اور نیکیوں کی طرف لے جانے والے راستے بتانا ہے۔

سوال احمدی کا کیا فرض ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی کا فرض ہے کہ نیکیوں کی منزلیں تلاش کرے۔

سوال حسین معاشرے کی بنیاد کب قائم ہوگی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب ہر مومن، ہر احمدی ایک لگن کے ساتھ، ایک تڑپ کے ساتھ اس دوڑ میں شامل ہو گا کہ اس نے نیکیوں میں ترقی کرنی ہے تو ایسی صورت میں حسین معاشرے کی بنیاد قائم ہوگی۔

سوال ہم صحیح مومن کب کہلا سکتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب تم اُن تمام نیکیوں میں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے ترقی حاصل کرو گے تو صحیح مومن کہلا سکو گے۔

سوال جب صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کہا کہ امیر لوگ ہم سے زیادہ ثواب لے جاتے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں کون سا وظیفہ بتایا؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ ہر نماز کے بعد 33 دفعہ سُبْحَانَ اللہ پڑھا کرو، 33 دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھا کرو، اور 34 دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھا کرو۔ یہ تمہیں ان امیروں کے برابر لے آئے گا جو صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

سوال معاذ بن جبل نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا کہ مجھے کوئی ایسا کام بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے تو اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ایک بہت بڑی اور مشکل بات پوچھی ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو یہ آسان بھی ہے۔ تُو اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، نماز پڑھ، باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ، اگر زادراہ ہو تو بیت اللہ کا حج کر۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صدقہ اور نماز کی بابت کیا فرمایا؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سنو! روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے۔ صدقہ گناہوں کی آگ کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ رات کے درمیانی حصے میں نماز پڑھنا اجر عظیم کا موجب ہے۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو زبان کے متعلق کیا نصیحت فرمائی؟

جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اپنی زبان کو روک کر رکھو۔ معاذ بن جبل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا کہ کیا جو کچھ ہم بولتے ہیں اس کا بھی ہم سے مؤاخذہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں تجھ کو گم کرے (یہ عربی کا محاورہ ہے جو افسوس کے اظہار کے لئے بولا جاتا ہے) فرمایا کہ لوگ اپنی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیوں یعنی اپنے بُرے بول اور بے موقع باتوں کی وجہ سے ہی جہنم میں اوندھے منہ گرتے ہیں۔

سوال نیکی میں ترقی کرنے کے لئے حضور انور نے ہمیں کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہمیں اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرنی ہوگی۔ رات کو تہجد کے لئے اٹھنا بھی ضروری ہے جس سے نیکیوں کی طرف اور قدم بڑھیں گے، عبادت کے مزید ذوق پیدا ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے مزید کوشش ہوگی۔ اور اس طرح ہمارے اندر ایک روحانی تبدیلی پیدا ہونی شروع ہو جائے گی۔

سوال ایک نیک اور پاک معاشرہ کس طرح قائم ہوگا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے شرک سے پاک معاشرہ قائم کرنے کے لئے، اپنے بیوی بچوں کی بھی نگرانی کرنی ہوگی کہ وہ بھی عبادتوں کی طرف توجہ دیتے ہیں کہ نہیں۔ اور جب آپ اپنے پاک نمونے قائم کریں گے تو یقیناً آپ کی نسلیں بھی ان پاک نمونوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو آپ پر برستا دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا عابد بننے کی کوشش کریں گی۔ اور یوں وہ بھی عبادتوں میں ترقی کرنے کی دوڑ میں شامل ہو جائیں گی۔ اور نمازوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے ساتھ وہ دوسری قربانیوں اور عبادتوں میں ترقی کرنے کی طرف بھی توجہ دیں گی۔ اور یوں جماعت کے اندر نیکیوں کو قائم کرنے اور نہ صرف قائم کرنے بلکہ ترقی کرنے اور مسلسل جاری رکھنے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

سوال حضور انور نے ہر فرد جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ وہ نیکیوں میں ترقی کے لئے اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرے۔ جماعت کی خاطر قربانی کے معیار بلند کرے۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے پیغام کو ہر شخص تک پہنچا کر تبلیغ کا حق ادا کرے اور اس کے ساتھ ساتھ مخلوق کے حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظَالِمٌ لِنَفْسِہٖ، مُقْتَصِدٌ اور سَابِقٌ بِالْخَیْرَاتِ کی کیا تشریح کی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ظَالِمٌ لِنَفْسِہٖ تو وہ ہوتے ہیں جو نفس امّارہ کے پنجے میں گرفتار ہوں۔ اور ابتدائی درجہ پر ہوتے ہیں۔ جہاں تک ان سے ممکن ہوتا ہے وہ سعی کرتے ہیں کہ اس حالت سے نجات پائیں۔ مُقْتَصِدٌ وہ ہوتے ہیں جن کو میانہ رَو کہتے ہیں۔ ایک درجہ تک وہ نفس امّارہ سے نجات پا جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی کبھی کبھی اس کا حملہ اُن پر ہوتا ہے اور وہ اس حملہ کے ساتھ ہی نادم بھی ہوتے ہیں، پورے طور پر ابھی نجات نہیں پائی ہوتی۔ مگر سَابِقٌ بِالْخَیْرَات وہ ہوتے ہیں کہ اُن سے نیکیاں ہی سرزد ہوتی ہیں اور وہ سب سے بڑھ جاتے ہیں۔ ان کی حرکات و سکنات طبعی طور پر اس قسم کی ہو جاتی ہیں کہ اُن سے افعالِ حسنہ ہی کا صدور ہوتا ہے۔ گویا ان کے نفس امّارہ پر بالکل موت آ جاتی ہے اور وہ مطمئنہ کے حالات میں ہوتے ہیں۔

سوال حضور انور نے خطبہ کے آخر میں احباب جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ان دو دنوں میں آپ نے جو بھی نیکی کی باتیں سیکھی ہیں انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ اپنے گھروں میں جا کر یہ نیکی کی باتیں بھول نہ جائیں بلکہ اپنے بیوی بچوں میں بھی ان کو قائم کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

سوال حضور انور نے احباب جماعت کے لئے کیا دعا فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو ان تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ پر آنے والوں کے لئے کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آپ کی ہر فکر، رنج اور غم کو دور فرمائے اور اس ملک کی ترقی کے لئے نئی راہیں کھولے۔ اور آپ سب کے دلوں میں جماعت اور خلافت سے وفا اور محبت کو بڑھاتا رہے۔ آمین۔

اعلان نکاح

خاکسار کے بیٹے عزیزم گلزار احمد پڈر کا نکاح مورخہ 11/ستمبر 2022ء کو عزیزہ فائزہ پروین بنت مکرم راجہ نسیم احمد خان صاحب ساکن خانپورہ چک، کشمیر کے ساتھ مبلغ دو لاکھ روپئے حق مہر پر مکرم مولانا فاروق احمد ناصر صاحب مبلغ انچارج کولگام نے مکرم راجہ نسیم احمد صاحب کے گھر پر پڑھایا۔ مورخہ 2/اکتوبر 2022ء کو تقریب رخصتی عمل میں آئی۔ قارئین بدر سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(بشیر احمد پڈر، جماعت احمدیہ ناصر آباد، ضلع کولگام، کشمیر)

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

اگرچہ اس پُرفتن دنیا میں ہزاروں طرح کے فریب ہو رہے ہیں مگر ایسا فریب کسی نے کم سنا ہوگا کہ جو اس مولوی رسل بابا صاحب نے کیا کہ دلائل سمجھنے کے لئے شاگردی اور سبقاً سبقاً کتاب پڑھنے کی شرط لگا دی اور دل میں یقین کر لیا کہ یہ تو کسی دانا سے ہرگز نہیں ہوگا کہ ایک نادان غبی کی شاگردی اختیار کرے اور اس کے شیطانی رسالہ کو سبقاً سبقاً اس سے پڑھے اس امید سے کہ حضرت مسیح کی زندگی کے دلائل ایسے پوشیدہ طور پر اس کی کتاب میں چھپے ہوئے ہیں کہ تمام دنیا اپنی آنکھوں سے ان کو دیکھ نہیں سکتی اور نہ ان کے رسالہ میں ان کا کچھ پتا لگا سکتی ہے۔ اگرچہ ہزار یا کروڑ مرتبہ پڑھے اور نہ رسالہ میں ان کا کچھ پتہ لگ سکتا ہے کہ کہاں ہیں۔ صرف مصنف کی رہنمائی سے نظر آ سکتے ہیں۔ ورنہ قیامت تک پتہ لگنے سے نومیدی ہے۔ **اے ناظرین کیا آپ لوگوں نے کبھی اس سے پہلے بھی کوئی ایسی کتاب سنی ہے جس کے دلائل کتاب میں درج ہو کر پھر بھی مصنف کے پیٹ میں ہی رہیں**......

افسوس کہ ان سادہ لوحوں کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ جو شخص اللہ اور رسول کے قول کے مطابق کہتا ہے وہ کیونکر کافر ہو جائے گا۔ کیا کوئی شخص اس بات کو قبول کر لے گا کہ وہ ہزارہا اکابر اور اہل اللہ جو تیرہ سو برس تک یعنی ان دنوں تک حضرت عیسیٰ کا فوت ہو جانا مانتے چلے آئے وہ سب کافر ہی ہیں۔ اور نعوذ باللہ امام مالک رضی اللہ عنہ بھی کافر ہیں جنہوں نے کروڑہا اپنے پیروؤں کو یہی تعلیم دی اور نعوذ باللہ امام بخاری بھی کافر جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی موت کے بارے میں اپنے صحیح میں ایک خاص باب باندھا۔ ابن قیم بھی کافر جنہوں نے ان کو حضرت موسیٰ کی طرح موتٰی میں داخل کیا۔ اور ان بزرگوں کے مسلمان جاننے والے بھی سب کافر۔ اور معتزلہ تمام کافر جن کا مذہب ہی یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ درحقیقت فوت ہو گئے۔

رسل بابا کے چیلنج کا جواب کہ رسل بابا ثالث کے پاس ایک ہزار روپیہ جمع کرا کے ہمیں تحریر اطلاع دیں تا کہ ان کے رسالہ کی بیخ کنی کی جائے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اب ہم مولوی رسل بابا کے ہزار روپیہ کے انعام کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ مولوی رسل بابا صاحب نے اپنے رسالہ حیات المسیح کو ہزار روپیہ کی شرط سے شائع کیا ہے کہ جو شخص اُن کے دلائل کو توڑ دے اس کو ہزار روپیہ انعام دیا جائے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے اسی رسالہ میں یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ وہ دلائل رسالہ مذکورہ میں ایک معما یا چیستان کی طرح مخفی رکھے گئے ہیں وہ کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکتے جب تک کوئی انہیں سے اس رسالہ کو سبقاً سبقاً نہ پڑھے۔ عقلمند معلوم کر گئے ہوں گے کہ یہ باتیں کس خوف نے ان کے منہ سے نکلوائی ہیں اور کون سا دل میں دھڑکا تھا جس سے ان روباہ بازیوں کی ضرورت ہوئی ہم تو ان باتوں کے سنتے ہی ڈائن کے اڑھائی حرف معلوم کر گئے اور سمجھ گئے کہ کس درد سے یہ سیاپا کیا گیا ہے اور کس خوف سے دلائل کا حوالہ اپنے پیٹ کی طرف دیا گیا ہے۔

بہر حال ہم انکو اس رسالہ کے ذریعہ سے فہمائش کرتے ہیں کہ وہ ماہ جون 1894 کے اخیر تک ہزار روپیہ خواجہ یوسف شاہ صاحب اور شیخ غلام حسن صاحب اور میر محمود شاہ صاحب کے پاس یعنی بالاتفاق تینوں کے پاس جمع کرا کر اُنکی دستی تحریر کیساتھ ہم کو اطلاع دیں جس تحریر میں اُن کا یہ اقرار ہو کہ ہزار روپیہ ہم نے وصول کر لیا اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ **مرزا غلام احمد** یعنی راقم ہذا کے غلبہ ثابت ہونے کیوقت یہ ہزار روپیہ ہم بلا توقف مرزا مذکور کو دے دینگے اور رسل بابا کا اس سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔ اس تحریر کی اسلئے ضرورت ہے کہ تا ہمیں بکلی اطمینان ہو جائے اور سمجھ لیں کہ روپیہ ثالثوں کے قبضہ میں آ گیا ہے اور تا ہم اسکے بعد مولوی رسل بابا کے رسالہ کی بیخ کنی کرنے کیلئے مشغول ہو جائیں۔

فیصلے کا نہایت سیدھا اور آسان طریق

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اور ہم قصہ کوتاہ کرنے کے لئے اس بات پر راضی ہیں کہ **شیخ محمد حسین بطالوی** یا ایسا ہی کوئی زہرناک مادہ والا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر ہو جائے فیصلہ کے لئے یہی کافی ہوگا کہ **شیخ بطالوی** مولوی رسل بابا صاحب کے رسالہ کو پڑھ کر اور ایسا ہی ہمارے رسالہ کو اول سے آخر تک دیکھ کر ایک عام جلسہ میں قسم کھا جائیں اور قسم کا یہ مضمون ہو کہ اے حاضرین بخدا میں نے اول سے آخر تک دونوں رسالوں کو دیکھا اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ درحقیقت مولوی رسل بابا صاحب کا رسالہ یقینی اور قطعی طور پر حضرت عیسیٰ کی زندگی ثابت کرتا ہے اور جو مخالف کا رسالہ نکلا ہے اس کے جوابات سے اس کے دلائل کی بیخ کنی نہیں ہوئی اور اگر مَیں نے جھوٹ کہا ہے یا میرے دل میں اس کے برخلاف کوئی بات ہے تو مَیں دعا کرتا ہوں کہ ایک سال کے اندر مجھے جذام ہو جائے یا اندھا ہو جاؤں یا کسی اور برے عذاب سے مَر جاؤں فقط۔ تب تمام حاضرین تین مرتبہ بلند آواز سے کہیں کہ آمین آمین۔ اور جلسہ برخاست ہو۔ پھر اگر ایک سال تک وہ قسم کھانے والا ان تمام بلاؤں سے محفوظ رہا تو کمیٹی مقرر شدہ مولوی رسل بابا کا ہزار روپیہ عزت کے ساتھ اس کو واپس دے دے گی۔ تب ہم بھی اقرار شائع کریں گے کہ حقیقت میں مولوی رسل بابا نے حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی ثابت کر دی ہے۔ مگر ایک برس تک بہر حال وہ روپیہ کمیٹی مقرر شدہ کے پاس جمع رہے گا اور اگر مولوی رسل بابا صاحب نے اِس رسالہ کے شائع ہونے سے دو ہفتہ تک ہزار روپیہ جمع نہ کرا دیا تو اُن کا کذب اور دروغ ثابت ہو جائے گا۔ تب ہر یک کو چاہئے کہ ایسے دروغ گو لوگوں کی شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگیں اور اُن سے پرہیز کریں۔

(اِتْمَامُ الْحُجَّۃ رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ 295 تا 306) (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 13 - October - 2022 Issue. 41

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

مسجد بیت الاکرام، ڈالاس، کے افتتاح پر مساجد کو آباد کرنے اور ان کے حقوق بجالانے کی تلقین

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7 ر اکتوبر 2022ء بمقام مسجد بیت الاکرام (Texas) امریکہ

تشہد، تعوذ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الاعراف کی آیات 30 تا 32 کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ان آیات کا ترجمہ ہے کہ ’’تو کہہ دے کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے۔ نیز یہ کہ تم ہر مسجد میں اپنی توجہات (اللہ کی طرف) سیدھی رکھو، اور دین کو اُس کیلئے خالص کرتے ہوئے اُسی کو پکارا کرو۔ جس طرح اس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا اسی طرح تم (مرنے کے بعد) لَوٹو گے۔ ایک گروہ کو اس نے ہدایت بخشی اور ایک گروہ پر گمراہی لازم ہوگئی۔ یقیناً یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو دوست بنالیا اور یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت (یعنی لباسِ تقویٰ) ساتھ لے جایا کرو اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔‘‘

حضور انور نے فرمایا: آج آپ کو اپنی مسجد کی تعمیر کی توفیق مل رہی ہے گو اس کی تعمیر تو کچھ عرصے پہلے مکمل ہوگئی تھی لیکن اس کا رسمی افتتاح آج ہو رہا ہے۔ جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر میں حصّہ لیا ہے اللہ تعالیٰ اُن سب کو اس مسجد کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ یہ مسجد آپ نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے بنائی ہو اور اللہ کی رضا انسان تب حاصل کرتا ہے جب اُسکے حکموں پر چلنے والا ہو۔ اسکی عبادت اور حقوق العباد ادا کرنے والا ہو۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آنا ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے۔ اس مسجد کو آباد رکھنا، آپس میں پیار و محبت سے رہنا اور رواداری اور بھائی چارے کو فروغ دینا ہماری ذمہ داری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ جہاں اسلام کا تعارف کرانا مقصود ہو وہاں مسجد بنا دو۔ پس اس مسجد سے اس علاقے میں اسلام کا رسمی تعارف تو ہو جائے گا، تبلیغ کے راستے بھی کھلیں گے لیکن ہر احمدی کو اسلام کی تعلیم کا نمونہ بھی بننا پڑے گا۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں اِن میں اللہ تعالیٰ نے مساجد کے ساتھ منسلک ہونے والوں کی بعض ذمہ داریاں بیان فرمائی ہیں۔ سب سے پہلے تو فرمایا کہ انصاف قائم کرو۔ یعنی مساجد میں آنے والوں کو سب سے پہلے یہ نصیحت فرمائی کہ حقوق العباد کی ادائیگی کے سامان کرو اور اس میں سب سے پہلے انصاف کا قیام ہے۔ اگر کوئی شخص گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش نہیں آتا تو ایسے شخص کے جماعتی کام اور عبادتیں کسی کام نہیں آئیں گی۔ کسی کو اس بات کا فخر نہیں ہونا چاہیے کہ میں بہت نمازیں پڑھنے والا اور جماعتی کام کرنے والا ہوں آنحضورصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو بندوں کے حقوق ادا نہیں کرتا وہ اللہ کے حق بھی ادا نہیں کرتا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے اللہ کے حکموں پر عمل نہ کیا، دین کو اللہ تعالیٰ کیلئے خالص کرتے ہوئے اپنی حالتوں میں تبدیلی کی کوشش نہ کی تو شیطان تم پر غالب آجائے گا۔ آج کل کے اس دنیا داری کے ماحول میں اس طرف توجہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ مسلمانوں پر زوال تب ہی آیا جب انصاف کو چھوڑ کر خدا کی عبادتوں کو محض دکھاوا بنالیا گیا۔ مساجد کی ظاہری خوب صورتی پر زور دیا گیا اور عبادت کی روح کو فراموش کردیا گیا۔ آج کل پاکستان میں مساجد کو گرانے، ان کے مینار اور محرابیں توڑنے کی اسی لیے کوششیں ہو رہی ہیں کہ احمدیوں کی مساجد کی شکل ہماری مساجد کی طرح کیوں ہے۔ اسی لیے اُن کی مساجد میں عباد الرحمٰن نظر نہیں آتے۔

حضرت علیؓ سے مروی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہ رہے گا، الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہ رہے گا، اس زمانے کے لوگوں کی مساجد بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علما آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے، ان ہی میں سے فتنے اٹھیں گے اور ان ہی میں لوٹ جائیں گے۔ آج کل یہی کچھ ہم دیکھ رہے ہیں۔ ان لوگوں میں فتنوں کے علاوہ کچھ اور ہے ہی نہیں۔ ان کی یہ حالت ہمیں سبق دیتی ہے کہ ہم نے کس طرح مساجد اور اللہ کے بندوں کے حق ادا کرنے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اندرونی طور پر اسلام کی حالت بہت ضعیف ہوگئی ہے اور بیرونی حملہ آور چاہتے ہیں کہ اسلام کو نابود کردیں۔ اُن کے نزدیک مسلمان خنزیروں اور کتوں سے بدتر ہیں۔ اب خدا کی کتاب کے بغیر اور اسکی تائید اور روشن نشانوں کے سِوا ان کا مقابلہ ممکن نہیں اور اسی غرض کیلئے خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔ پس آج مکمل خود اعتمادی کے ساتھ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے دنیا کی راہ نمائی کا فریضہ ادا کرنا ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم ہی ہیں جنہوں نے اسلام کی کھوئی ہوئی ساکھ کو دوبارہ بحال کرنا ہے۔ دنیا کو بتانا ہے کہ تم جو اسلام اور مسلمانوں کو حقیر سمجھتے ہو، یاد رکھو کہ یہی لوگ ہیں جن کی تعلیم پر عمل سے دنیا کی بقا ہے۔ ہمیں مکمل اعتماد کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر جھکتے ہوئے دنیا کی رہنمائی کا کام کرنا ہوگا کیونکہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والے ہیں جنہیں دنیا کو زندگی دینے کیلئے، آنحضرت کیلئے کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کیلئے بھیجا ہے۔ اب اس تعلیم پر عمل کرکے ہی نجات ہے۔ آخرت میں انسان اگر خالی ہاتھ جائے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سامنا کرنا ہوگا اور پھر وہ کیا سلوک کرتا ہے یہ وہ بہتر جانتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ جب ہم دنیا کو اس تفصیل سے ہوشیار کریں گے تو ہمارا ہر قول و فعل بھی اس تعلیم کے مطابق ہو۔ ہماری عبادتوں اور ہمارے حقوق العباد کے معیار بلند ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اس وقت اسلام جس چیز کا نام ہے اس میں فرق آگیا ہے۔ اعلیٰ اخلاق کی کوئی حالت نہیں رہی۔ خدا سے وفاداری اور محبت کالعدم ہوگئے ہیں۔ اب خدا نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اس کو نئے سرے سے زندہ کرے۔ اسلام کی اس حالت کو سنبھالا دینے کیلئے ہم خدا کے بھیجے ہوئے فرستادے کے ساتھ منسلک ہیں۔ غیر مسلموں اور اسلام مخالف لوگوں نے اسلام پر جو حملے کیے اور اس عظیم مذہب کو حقیر سمجھا تو اس میں مسلمانوں کا اپنا ہاتھ بھی تھا۔ اگر مسلمان نہ بگڑتے تو دشمن کبھی اسکی جرأت نہ کرتا۔ آج ہم ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ وفاداری کے معیار قائم کرنے ہیں، اخلاص و وفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کی تکمیل کرنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ پر کامل توکل ہونا چاہیے کہ ہر کام کا بنانے والا خدا ہے۔ اب اسلام ہی دنیا پر غالب آنے والا مذہب ہے۔ اس کیلئے ہم نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا سلطانِ نصیر بننا ہے۔ خدا نے جو وعدے مسیح موعودؑ سے کیے ہیں وہ پورے ہونے ہیں۔ اگر ہم لوگ اس میں معاون بنیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنیں گے۔ اگر ہم آگے نہ بڑھے تو اللہ تعالیٰ کوئی اور لوگ مدد کیلئے بھیج دے گا کیونکہ کام تو یہ ہونا ہے۔ پس ہمیں اپنی حالتوں، کمیوں اور کمزوریوں کو دُور کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اب یہ زمانہ ہے کہ اس میں ریاکاری، تکبر، نخوت، رعونت وغیرہ تو ترقی کر گئے ہیں اور صفاتِ حسنہ آسمان پر اُٹھ گئے ہیں۔ توکل اور تدبیر کالعدم ہوگئے ہیں لیکن اب خدا کا ارادہ ہے کہ ان کی تخم ریزی ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اس نے اب یہ ارادہ کرلیا ہے کہ نیکیاں ترقی کریں اور برائیاں ختم ہوں۔ پس ہمیں جائزہ لینا چاہیے کہ کیا ہم مسیح موعودؑ کے اس مشن کو پورا کرنے کیلئے، نیکیاں اپنانے اور عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کیلئے بھرپور کوششیں کررہے ہیں؟ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے لیے بھرپور کوششیں نہیں کررہے جو کہ عبادت سے حاصل ہوتے ہیں تو پھر ہماری کوششیں بیکار ہیں۔ پس بہت گہرائی سے جائزے لینے، استغفار کرنے اور اپنے اعمال مسلسل اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بجالانے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اعمال کیلئے اخلاص شرط ہے۔ یہ اُن لوگوں میں ہوتا ہے جو ابدال ہوتے ہیں۔ پس خوب یاد رکھو کہ جو شخص خدا کا ہو جائے خدا اُسکا ہو جاتا ہے۔ پس یہ گُر اپنانے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ شکوہ ہوتا ہے کہ دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ یہ جائزہ لیں کہ کس حد تک ہم نے خدا کے حقوق ادا کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو مہربان ہے کہ ہماری غلطیوں کے باوجود نوازتا ہے۔ یہ جائزہ لیں کہ کس طرح ہم نے خدا کے حق ادا کرنے ہیں اور سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اسکی عبادت کا حق ادا کریں۔ مسجد بنا کر اس کا حق ادا کریں۔ خالص ہو کر اس میں عبادت کیلئے آئیں۔ دائمی توجہ کے ساتھ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہوگی اور یہ اُسی وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ سے محبت ہو، ایسی ذاتی محبت جو کسی اور سے نہ ہو۔ ایسی محبت ایک انقلاب لے آتی ہے۔ جو لوگ تھوڑی سی دعا کے بعد تھک جاتے ہیں اور جو خدا سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں انہیں ان باتوں پر غور کرنا چاہیے۔ پس ضرورت کے وقت خدا سے مانگنے نہ جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا کریں پھر اللہ تعالیٰ ایسے انسان سے محبت کرتا ہے۔ جب یہ دو محبتیں ملتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی ایسی بارش برستی ہے جو انسان کے خیال سے بھی بالا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو لوگ اپنی اصل اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح کھانا پینا اور سو رہنا ہی زندگی سمجھتے ہیں وہ پھر خدا سے دُور ہو جاتے ہیں۔ ذمہ داری کی زندگی یہ ہے کہ عبادت کو اپنا مقصود و مطلوب بنالے۔ موت کا اعتبار نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس بات کو سمجھ لو کہ خدا کی عبادت کرنا تمہارا مقصود ہو۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں کو چھوڑ دو۔ رہبانیت اسلام کا منشا نہیں۔ یہ سب کاروبار جو کرتے ہو اس میں خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ پس بڑے غور اور توجہ کا مقام ہے۔ اپنے مقصد زندگی کو نہ بھولو۔ اگر ہم ان باتوں کو بھول جاتے ہیں تو پھر ہماری بیعت بے فائدہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کل کے اس جدید دور میں پانچ نمازیں ادا نہ کرنے کا جو عذر لوگ پیش کرتے ہیں یہ اسراف ہے اور یہ اسراف اللہ سے دور لے جاتا ہے۔ یوں مسلمان اور احمدی ہونے کے دعوے صرف زبانی دعوے ہی رہ جائیں گے عمل کوئی نہ ہوگا۔ حقیقی مومن دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے اور اسکے نتیجہ میں اللہ اس کیلئے رزق کے دروازے کھول دیتا ہے۔ جو ایسا نہیں کرتا تو اس کو دنیا کی خواہشات کی آگ لگ جاتی ہے جو بجھتی نہیں اور انسان کو بھسم کردیتی ہے۔ اللہ کی مساجد کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں، ایک نماز کے بعد دوسری کی ادائیگی کی فکر اور انتظار میں رہتے ہیں۔ یہی طریقہ ہے جو مساجد کو آباد کرتا ہے، اپنی اور نسلوں کی تربیت کرنے کا ذریعہ ہے اور اس دور کی منفی چیزوں سے بچا سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس مسجد کے افتتاح سے اب مزید راستے کھلیں گے ان کو بھرپور استعمال کرکے اس مسجد کے آباد کرنے کیلئے لوگوں کو اسلام احمدیت کا پیغام دیں۔ جیسے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ جہاں مسجد بن گئی وہاں اسلام کی بنیاد بن گئی اس لیے اب مسجد بن گئی ہے تو اسکی آبادی کی طرف توجہ دیں کہ مسجد کی آبادی صرف لوگوں کی حاضری سے ہی نہیں بلکہ اخلاص و وفا سے نماز ادا کرنے والوں سے ہوتی ہے۔

حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آخر میں فرمایا اللہ کرے کہ اس مسجد کو بنانے والے اسکو حقیقی معنوں میں آباد کرنے والے بنیں اور اس سے اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی ہم سنوارنے والے بنیں آمین۔ ☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad